ناولٹ

ارج گل رانا

مورے پیا

محبت میں ملاوٹ کر دیتے تو ہم کبھی بھی نہ ملتے یہ سچ ہے عبدالہادی۔'' وہ خوشی سے مسرور تھی آج جیسے شکر ادا کرنے کے لیے لفظ ہی نہیں مل رہے تھے۔ ''ہاں درشہوار محبت میں ملاوٹ کر لینے والے کبھی سرخرو نہیں ہوتے چاہے کچھ بھی کر لیں ہماری ہر صبح روشن.....

''امل کیا تم نہیں جانتیں کہ میں اُس سے کتنا کتنا..... کتنا شدید پیار کرتی ہوں.....؟؟ تم مجھے کہتی ہو میں صبر کروں.....؟؟ میں کیسے صبر کروں امل! تم بتاؤ کوئی ایسا راز ہے جس سے سورج بھی نہ نکلے اور نیا دن چڑھ جائے؟ کیا کوئی ایسا حل ہے کہ پانی بھی نہ پینا پڑے اور پیاس مٹ جائے.....؟؟ ٹیل می..... کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ سانس لیے بغیر انسان زندہ رہ پائے..... بتاؤ نا ہے کوئی ایسا طریقہ.....''

وہ پاگلوں کی طرح اپنی انکھوں میں لہو رنگ

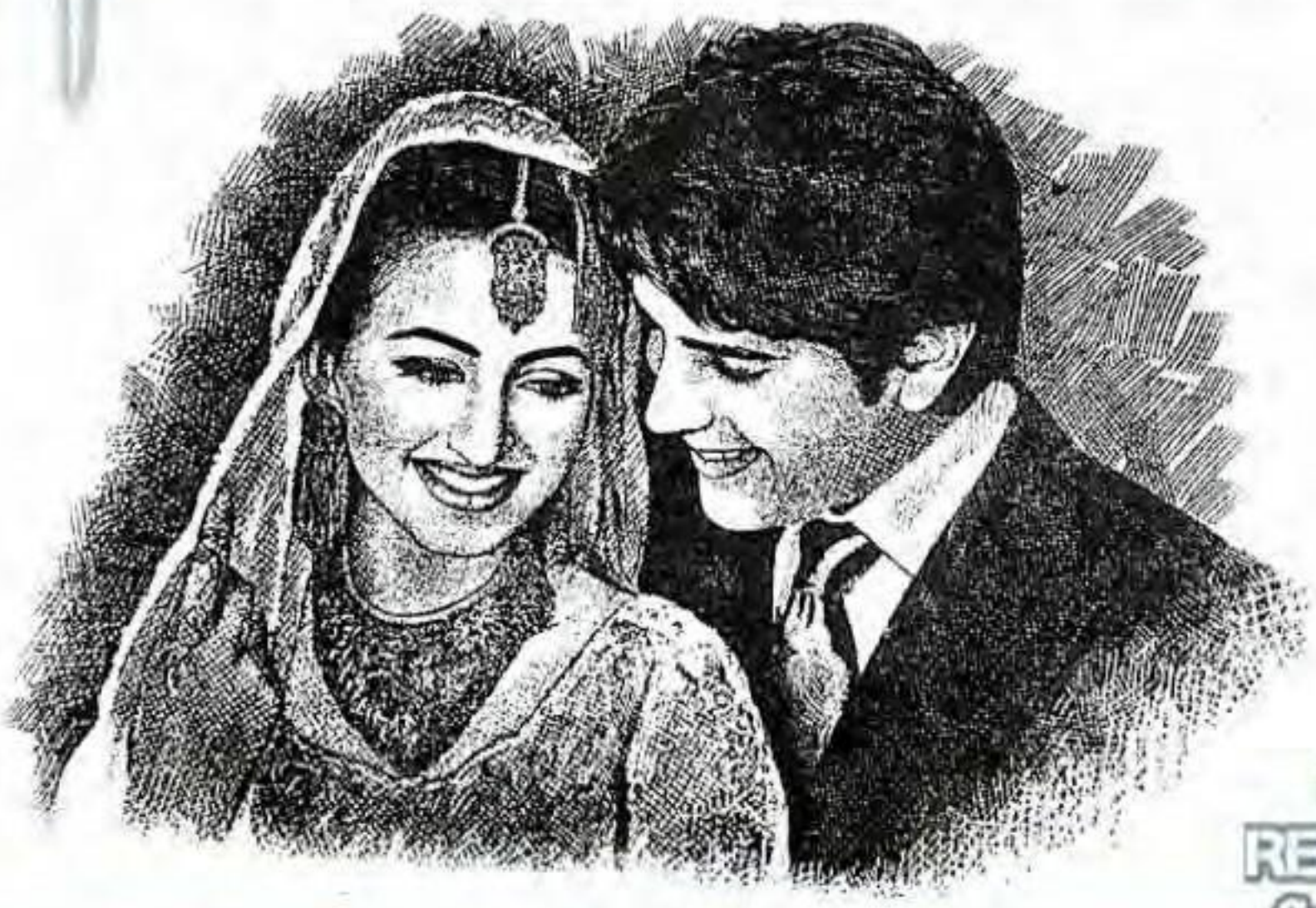

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بھرے اپنے منہ سے بلا سوچے سمجھے بہت مشکل سوالات اپنے سامنے کھڑی امل سے کر رہی تھی۔ کوئی راز، کوئی حل طریقہ ہوتا تو وہ اپنی زبان کھولتی۔ وہ سناٹے میں تھی اُس کی شدت، اس کی جذباتیت، اس کا جنون..... امل کی روح کانپ رہی تھی۔

''میں نہیں مانوں گی..... کبھی نہیں۔'' اس کا فیصلہ اٹل تھا۔

''امل میرا سب کچھ اس کا ہے سب کچھ، میری روح، میرا جسم، میری زندگی، میری موت، میری سانسیں میرا خون، میں سب کچھ اس کو سونپ چکی ہوں۔'' وہ چلا چلا کر حلق پھاڑ پھاڑ کر، بے خوف ہو کر بتا رہی تھی۔ اتنی نڈر، اتنی بے خوف، اتنی بے باک کیا یہ ہر وقت ہنسنے ہنسانے والی دِرشہوار ہی ہے؟؟'' امل مجسمہ حیرت تھی۔

''تم مجھے صبر کی تلقین مت کرنا۔ نا ہی مجھے کسی بھی عمل کے لیے روکنا..... میں بتا رہی ہوں میں کچھ بھی کرنے کے لیے نہیں رکوں گی، کبھی بھی نہیں؟؟ اس کے بغیر جینا ناممکن ہے ناممکن.....'' وہ قطعی انداز سے کہتی ہوئی امل کے پاس آ کھڑی ہوئی تھی اور پھر بے بس ہو کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ امل کو اپنی پیاری بہت پیاری دوست پر بے تحاشا ترس آیا تھا۔ امل نے اسے گلے سے لگا لیا اور خود بھی رونے لگی۔

''امل تم امی کو بتا دو تم بابا کو بتا دو کہ میں بہت بہت پیار کرتی ہوں اس سے۔ مجھے اس کے علاوہ کسی سے شادی نہیں کرنی ہے۔'' وہ چھوٹے بچوں کی طرح ضد کر رہی تھی۔

''بتا دوں گی شہوار، سنبھالو خود کو۔'' امل نے لرزتے لب کھولے تھے۔

''امل تم بابا کو بتا دو کہ.....'' وہ ایک جھٹکے سے دور ہوئی تھی اور بولتے بولتے رُک گئی۔''

''کیا امل کا دل کانپنے لگا۔

''بابا کو بتا دو کہ اگر زبردستی کی گئی تو اس بار اس محل جتنے بڑے گھر میں اس سے بھی برا ہوگا جو پانچ سال پہلے ہوا تھا۔'' وہ نہایت دکھ بھرے انداز میں قطعاً کہہ رہی تھی۔ امل کو اپنے حواس قابو میں رکھنا دشوار ہو گئے۔ وہ ساتھ ہی رکھی کرسی پر زبردستی خود کو سنبھال کر بیٹھ گئی۔

یہ کسی کہانی، ڈرامے کا فلم کا سین نہیں تھا بلکہ یہ تو ایک حقیقت تھی جو وہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ دیا تھا۔ وہ ایک لڑکی ہی تھی بہت خوبصورت لڑکی وائٹ لباس میں ملبوس پریوں کا سا حسن وسراپا لیے نازک پھولوں جیسی پر وہ پہاڑی کے بالکل اوپر Peak پر کیوں جائے جا رہی تھی۔ تیز تیز جیسے خودکشی کا ارادہ رکھتی ہو۔ پہاڑی کے اس پار تو کوئی کھائی تھی۔ بہت گہری کھائی تھی۔ وہ لڑکی بہت تیزی سے چڑھ رہی تھی۔ وہ گر گئی تو بچ نہ پائے گی۔

عبدالہادی کا دماغ تیز میٹر کی طرح گھوما تھا سارے حواس بہال ہو گئے تھے وہ تیزی سے اس کے پیچھے جانے لگا۔

''اے لڑکی..... سنو لڑکی..... تم وہاں کیوں جا رہی ہو.....؟؟ تم گر کر مر جاؤ گی..... تم آگے مت جاؤ.....'' وہ حیرت وخوف سے چلا چلا کر اس کو بلا رہا تھا، پر شاید اس کی آواز سن چکی تھی اور اسی وجہ سے اس کے قدموں میں اور تیزی سے آ گئی تھی۔ عبدالہادی کے قدم اور بھی تیز ہو گئے اور بالآخر عبدالہادی نے پھرتیلے انداز میں پہنچتے ہی اس لڑکی کا بازو تیزی سے اپنی طرف کھینچا تھا اور اس سرعت اور جلد بازی کے انداز میں وہ دونوں ہی اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکے اور پہاڑی پر دھڑام سے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گر گئے۔ وہ دونوں نیچے کی طرف گرتے جا رہے تھے۔ عبدالہادی نے اس لڑکی کا بازو چھوڑا نہیں تھا بلکہ اور بھی سختی سے پکڑ لیا تھا۔ وہ دونوں گر رہے تھے۔

فرق صرف اتنا تھا کہ ان کا رُخ کھائی کی طرف نہیں بلکہ پتھریلی سڑک کی طرف تھا۔ کتنے ہی نوکیلے پتھر دونوں کو زخمی کر چکے تھے۔

☆.....☆.....☆

''ایسا نہیں ہوسکتا وہ مجھے چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہے؟'' دِرشہوار حیرت و کرب کا شکار تھی۔ وہ بے یقینی سے کمروں کے چاروں اطراف گھوم کر دیکھ رہی تھی۔ ہر چیز پہ سناٹا تھا۔ ہر چیز پتھریلی تھی۔ رکی ہوئی سانسوں کی طرح۔ دِرشہوار کا دماغ کسی گرداب میں پھنس رہا تھا۔ بے یقینی کا پہاڑ اس کے اوپر آ گرا تھا۔

''نہیں..... یہ لکھائی اس کی نہیں ہے۔'' وہ ہاتھ سے پکڑے کاغذ کو اپنی آنکھوں کے بہت قریب لا کر لا کر دیکھ رہی تھی۔

''میں آپ کے بابا کو بھی کوئی بھی صدمہ دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا دِرشہوار..... آپ میری پسند ضرور ہو مگر محبت نہیں، جو آپ کی خاطر میں ہر حد سے گزر جاؤں۔''

''نہیں نہیں یہ لفظ یہ الفاظ یہ جملے اس کے نہیں ہیں۔'' وہ چلانے لگی تھی۔ دل پاتال میں جا رہا تھا۔ اپنے وجود کو کسی جلتی ہوئی بھٹی کے اندر گرتا ہوا محسوس کر رہی تھی۔

''میں یہاں سے اپنی مرضی سے جا رہا ہوں مجھے کسی نے مجبور نہیں کیا۔ آپ مجھے ڈھونڈنے کی کوشش مت کرنا کیوں کہ اگر میں دوبارہ آپ کو مل بھی گیا تب بھی آپ کا نہیں ہو پاؤں گا۔ کیوں کہ آپ کے پاپا نے آپ کی شادی طے کر دی ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ ایک بہت اچھی زندگی گزارو گی۔''

''کوئی کہانی اور کچھ نا گہانی سی آفت، کوئی دعا تھی یا کوئی بددعا تھی، کوئی سمجھوتہ تھا یا مصلحت، ہر لفظ اس تحریر کا اپنے اندر ایک بھید چھپائے ہوئے تھا۔

''نہیں..... کبھی نہیں! تم میرے ساتھ اتنا بڑا دھوکہ نہیں کر سکتے۔ تم مجھے اتنی بڑی بددعا دے کر نہیں جا سکتے۔'' دِرشہوار نے جنونی انداز سے چلاتے ہوئے وہ کاغذ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

''تم کہاں ہو.....؟ تم باہر آؤ تم یہیں کہیں چھپے ہو۔ وہ مشتعل ہو کر چلا رہی تھی اور طیش میں آ کر اس کے کمرے کی چیزیں اٹھا اٹھا کر زمین پر مار رہی تھی۔

''باہر آؤ ہادی! باہر آؤ تم مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتے۔'' اس کا سب کچھ چھن گیا تھا۔ وہ واش کا دروازہ کھول کر پکارنے لگی پھر بھاگتی ہوئی واپس آ کر کمرے کے تمام پردے ہٹا ہٹا کر دیکھنے لگی۔ پورا وجود شدت سے کانپ رہا تھا اس کا۔ وہ بے قابو ہو رہی تھی۔ عبدالہادی وہ پوری شدت سے چلا رہی تھی۔ عبدالہادی تمہارے بغیر میں ایک دن بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ وہ اپنے بال نوچنے لگی۔ اس کا خزانہ جیسے زمین کے اندر دفن ہو گیا تھا وہ باہر نہیں نکال پا رہی تھی۔

''عبدالہادی واپس آ جاؤ پلیز واپس آ جاؤ۔'' اس کے شیشے کا گلاس اٹھا کر سامنے رکھے ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے پر زور سے مارا تھا۔ ڈریسنگ ٹیبل کا شیشہ ایک چھناکے سے ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

''عبدالہادی۔'' ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں میں عبدالہادی کی شکل نظر آئی تھی۔ وہ لمحے کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہزارویں حصے میں ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں کے پاس پہنچ گئی۔ پر یہ کیا..... ان کے اندر تو وہ خود تھی ٹوٹی پھوٹی دِرشہوار لہولہو، نوحہ کناں دِرشہوار، پاگل دِر شہوار جنونی دِرشہوار وہ خود کو بہتی آنکھوں کے ساتھ دیکھ رہی تھی اور پھر ایک بڑا نوک دار ٹکڑا اپنے ہاتھ میں اٹھا کر تیزی سے اپنے بائیں ہاتھ کی کلائی کاٹنے لگی۔ ''آ جاؤ عبدالہادی آ جاؤ۔'' ابلتا خون اور مدھم آواز۔

پورا کمرہ عجب حالات بیان کر رہا تھا۔

☆.....☆.....☆

ایک نوکیلا پتھر اس لڑکی کے سر سے ٹکرا کر اس کو زخمی کر چکا تھا اور خون بہت تیزی سے بہہ رہا تھا۔ پکی سڑک پر گرتے ہی عبدالہادی نے اس کا بازو چھوڑ دیا تھا۔ خراشیں اور چوٹیں اس کو بھی آئی تھیں۔ پر وہ ہوش میں تھا جبکہ وہ اپنا ہوش کب کا کھو چکی تھی۔ عبدالہادی خود کو سنبھال کر فوراً اٹھ کھڑا ہو گیا تھا۔ وہ بے ہوش سڑک پر پڑی تھی۔ خون نکلنے کی وجہ سے رنگ پیلا زرد ہوتا جا رہا تھا۔ عبدالہادی نے تیزی سے اسے اپنے بازوؤں میں اٹھایا اور بھاگتا ہوا سڑک پر دائیں طرف مڑ گیا' جہاں سے کچھ ہی دور اس کا چھوٹا سا ہٹ (گھر) تھا۔''

''پتا نہیں کون ہے یہ..... کیا چاہتی تھی..... اور یہ کیا ہو گیا۔ اللہ خیر کرے.....'' وہ ہم کلامی کرتا ہوا اس کو بیڈ پر لٹا کر فرسٹ ایڈ بکس کھول رہا تھا۔ نہایت سرعت سے پٹی اور آیوڈین نکال لی تھی اور اس کا سر اپنے گھٹنوں پر رکھ کر کاٹن سے صاف کرنے لگا۔

پھر چھوٹی قینچی لے کر اس نے تھوڑے سے بال کاٹ کر زخم صاف کیا تھا۔ خون رک چکا تھا۔ عبدالہادی نے اس بے ہوش لڑکی کو پٹی باندھ کر لٹا دیا تھا اور پھر خود اپنی شرٹ اتار کر اپنے زخموں سے رستا خون صاف کرنے لگا۔

وہ تقریباً دو گھنٹے بعد ہوش میں آئی تھی۔ ''پانی پانی..... اس کے گلابی لبوں سے لفظوں کی صورت صرف اتنا ہی نکلا تھا۔ عبدالہادی نے پانی کا گلاس بھر کر اس کے پاس بیٹھ کر اس کو سہارا دے کر اٹھایا اور پانی کا گلاس اس کے ہونٹوں سے لگا دیا۔

لڑکی نے بند آنکھیں بمشکل کھولنے کی کوشش کی تھی پر کامیاب نہ ہو سکی۔ عبدالہادی نے اس کو دوبارہ لٹا دیا اور خود کمرے سے باہر آ گیا ہو سکتا ہے اس لڑکی کے گھر والے اس طرف اس کا اتا پتا لینے ضرور آئیں۔

وہ اپنے گھر سے نکل آیا مگر سڑک دور دور تک خالی تھی۔ یہ گھر عبدالہادی نے خود اپنی پسند سے مری کے خوبصورت پُرفضا سنسان سے علاقے میں خریدا تھا۔

سرسبز پہاڑ اور لمبی سڑک اور سڑک کے اس پار نیلی جھیل وہ ہفتے میں دو دن ادھر ہی گزارتا تھا۔ ہفتہ اور اتوار اس کا ویک اینڈ اِدھر ہی گزرتا تھا۔

وہ کافی دیر اُدھر ہی کھڑا رہا تھا اور پھر تھک کر واپس گھر آ گیا۔ کمرے میں وہی ماحول تھا۔ عبدالہادی زچ ہو کر اس لڑکی کے قریب آ گیا۔ ''سنو! اٹھ جاؤ آنکھیں کھولو!!'' وہ اپنی فطری نرم آواز لہجے میں بول رہا تھا۔ دیکھو تمہاری جان بچ گئی ہے۔'' وہ اس کا گال تھپتھپانے لگا۔ اس نے اس کے ہاتھ پکڑ کر ہلائے تو اس کے بے جان وجود میں جیسے کچھ جان سی آئی تھی۔ بند آنکھیں وا ہوئیں تھیں، ساکت ہونٹوں میں جنبش ہوئی تھی۔

''کون؟ تم کون ہو.....؟؟'' لڑکی عبدالہادی کو دیکھتے ہی پہلا سوال کر رہی تھی۔ ''میں جو کوئی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بھی ہوں تم اس بات کا شکر مناؤ کہ اللہ پاک نے میرے ذریعے تمہاری جان بچائی ہے تم کیوں ادھر پہاڑی کی طرف جا رہی تھیں.....؟؟ تم کیا پاگل ہو؟؟''

عبدالہادی کو غصہ آنے لگا، وہ سختی سے بول رہا تھا اور پھر جیسے اس لڑکی کو سب کچھ یاد آ گیا وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کو دیکھنے لگی اور پھر جھٹکے سے اٹھ بیٹھی ''تم کون؟ تم ..... کیوں بچایا مجھے تم نے؟ کس نے حق دیا تمہیں مجھے بچانے کا؟ کیا سوچ کہ تم نے یہ ثواب کا کام کیا ہاں.....؟؟''

وہ پوری طاقت سے چلا کر بپھری ہوئی شیرنی بن کر پوچھ رہی تھی۔ ''تم نے ثواب نہیں گناہ کا کام کیا ہے سمجھے تم..... میں اپنی مرضی سے ختم کر رہی تھی اپنے آپ کو میں نجات دلا رہی تھی۔ خود کو اس جہنم سے جس کا نام ''دنیا'' ہے۔ وہ عبدالہادی کا گریبان سختی سے پکڑ چکی تھی۔ وہ غصے میں تھی طیش میں تھی، کرب میں تاسف میں کیا کچھ نہیں تھا۔ اس کے ہر انداز میں عبدالہادی سناٹے میں چلا گیا۔

تم نے پھر مجھے اس بے رحم سفاک خود غرض دنیا کے ستم اٹھانے کے لیے بچا لیا..... کیوں؟ کیوں؟ وہ آپے سے باہر ہو رہی تھی۔ ''تم پاگل ہو کیا چھوڑو میرا گریبان۔'' عبدالہادی نے ہوش میں آتے ہوئے جھٹکے سے خود کو چھڑایا۔ ''اور بند کرو یہ رونا دھونا سمجھی تم۔

''وہ پہلی بار اس قدر زور سے دھاڑا تھا۔ وہ ایک دم خاموش ہو گئی پر آنکھیں آنکھیں مسلسل آنسو بہا رہی تھیں۔ وہ عبدالہادی کو گھور رہی تھی۔ ''دیکھو تم جو کوئی بھی ہو۔ تمہاری جو دکھ بھری کہانی ہے مجھے اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔'' وہ قدرے نرم ہو کر اس کے سامنے بیٹھا بول رہا تھا۔ ''خودکشی کرنا حرام ہے اور حرام یا غلط کام جہاں بھی ہوتے ہوئے دیکھو اس کو روکنے کی کوشش کرو۔ صرف یہی بات سوچ کر میں نے تمہیں بچایا ہے۔ اللہ پاک کے غیض و غضب کا اندازہ نہیں ہے کیا تمہیں کیوں خود کو ناقابل معافی بنا رہی تھیں۔''

وہ بہت مدبرانہ ار ہمدردانہ طریقے سے بات کر رہا تھا۔ اس پر اس کے نام کا پورا پورا اثر تھا۔ وہ ہمیشہ دوسروں کو اچھی ہدایت دینے میں آگے رہتا تھا غلط اور حرام سے بہت دور۔

وہ اپنے ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا کر زار و قطار رونے لگی۔ ''یہ لو پانی پیو۔'' عبدالہادی نے لمبی ٹھنڈی سانس بھری تھی اور اس کو پانی کا گلاس پکڑ آیا جو اس نے بلا چوں چاں پکڑ لیا۔

''مجھے اپنے گھر کا پتا بتاؤ، میں تمہیں چھوڑ کر آتا ہوں۔ وہ کچھ سوچ کر سنجیدگی سے بولا مجھے کتنا وقت ہوا ہے یہاں آئے۔'' وہ اس کا چہرہ تکنے لگی تقریباً چار گھنٹے۔'' عبدالہادی متانت سے بولا۔

''کیا.....؟ وہ حیرت سے چلائی۔'' اسکول بس۔ اسکول بس تو یقیناً مجھے ڈھونڈ ڈھونڈ کر واپس جا چکی ہوگی۔ وہ حیرت و تشویش سے بولتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی پر لڑکھڑا پر پھر بیٹھ گئی' پاؤں پر بھی زخم تھا۔

تم کسی اسکول کے ساتھ ٹرپ پر آئیں تھیں؟؟ وہ پوچھنے لگا۔ ''جی میں ٹیچنگ کرتی ہوں پرائیویٹ اسکول میں۔'' وہ سر تھام کر بول رہی تھی۔

میں گاڑی نکالتا ہوں تم جس ہوٹل میں رُکی اس کا مجھے پتا بتاؤ۔'' عبدالہادی تیزی سے اٹھا اور پھر وہ اس لڑکی کے بتائے ہوئے پتے کے مطابق اس ہوٹل لایا۔ اسکول کی پرنسپل اسی ٹینشن اور پریشانی کی وجہ سے نہایت غمگین ہو کر ابھی تک واپس نہیں گئی تھیں بلکہ گمشدہ (مس) لڑکی کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ڈھونڈ بھرپور طریقے سے جاری تھی۔

''دِرشہوار! اس کو دیکھتے ہی وہ غصے سے چلا کر اٹھتے ہوئے بولی تھیں۔ پر اس کے ماتھے پر بندھی ہوئی پٹی اور خون دیکھ کر خود ہی نرم پڑ گئیں۔ عبدالہادی نے پہاڑی سے گرنے کا واقعہ اپنے لفظوں میں سنایا اور فوراً وہاں سے واپس لوٹ آیا پر جانے کیوں وہ اپنی کمپنی کا کارڈ لڑکی کو دے آیا تھا۔

''بڑے پاپا..... بڑی امی بڑے پاپا ادھر آئیں..... احمد بھائی..... امل چلا چلا کر سب کو اکھٹا کرنے کی سعی کر رہی تھی۔

ایک قیامت صغریٰ تھی جو چوہدری ہاؤس پر ٹوٹ پڑی تھی۔ دِرشہوار چوہدری حماد کی دو بیٹیوں کے بعد اکلوتی بیٹی تھی پورے گھر کی لاڈلی۔

''لا اُبالی..... ہنس مکھ..... نرم دل؟ فرمابردار نہایت پرکشش۔'' وہ کس حال میں پڑی تھی۔

آج پورے گھر پر سناٹا چھا گیا تھا۔ ہر آنکھ اشکبار تھی۔ ہر لب دعا کر رہے تھے کہ کسی طرح دِرشہوار کی جان بچ جائے۔

چوہدری ہاؤس چار کنال پر پھیلا ہوا تھا۔ چوہدری حماد چوہدری جواد اور چوہدری حیدر تینوں بھائیوں پر حکمرانی چوہدری حماد کی ہی چلتی تھی۔ چوہدری ہاؤس بنا بھی تو ان کی ان تھک محنت سے ہی تھا۔ وہ اپنے بھائیوں کے بچوں کو بھی اپنے بچوں کی طرح ہی سمجھتے تھے اور چوہدری حیدر کا ایک بیٹا اور ایک ہی بیٹی امل تھی۔ جو کہ دِرشہوار کی ہم عمر تھی۔

دِرشہوار کے دو بھائی بڑے تھے احمد اور امجد۔ چوہدری جواد کے بیٹے اطہر اور ارحم تھے اور بیٹیاں اُم مریم اور اُم ایمن تھیں۔

دِرشہوار سب سے الگ تھی۔ وہ پورے گھر میں سانولی رنگت کی تھی۔ اس کے بال بھی کرلی تھے۔ اور کمر سے نیچے نہیں آتے تھے۔ چاہے وہ ان کو لمبا کرنے کی کتنی سعی کر لے۔ ناک اتنی تیکھی نہ تھی پر پھیلی ہوئی بھی نہ تھی۔ مناسب نقش تھے۔ پر آنکھیں مقناطیسی تھیں، کالی سیاہ گھور چمکدار آنکھیں کتابی چہرے پر جب مسکراہٹ کا ڈمپل پڑتا اور دِرشہوار کی شخصیت آفاقی لگنے لگتی۔

وہ اس وقت قابل رحم حالت کا شکار تھی۔ گھر کے نوکر چاکر در و دیوار، پتے، درخت سب ہر چیز دعا گو تھے کہ وہ بچ جائے۔

دو دن ہی گزرے تھے اور وہ اس کے سامنے بھی ان دونوں کے درمیان اس کا سیل نمبر تو اس کے پاس ہی تھا پر نہ کوئی کال آئی تھی نہ ہی میسج پھر اچانک وہ لڑکی خود چل کر اس کے سامنے کیسے آ گئی تھی۔ اُسے اتنی آسانی سے اس کا آفس ڈھونڈ لیا تھا۔

وہ دم بخود تھا۔ سفید رنگ کے لیس کے پرنٹڈ سوٹ میں اس کا اداس حسن قیامت ڈھا رہا تھا۔ ''آپ نے میری زندگی اور بھی دشوار کر دی۔''

وہ روہانسی ہو کر بولی۔ ''میں اس لیے نہیں آئی کہ آپ مجھ پر ترس کھاؤ.....'' وہ فوراً صفائی دینے لگی تھی۔ جسے عبدالہادی کی نظروں کے سوال پڑھ لیے ہوں۔ ''بیٹھ جاؤ۔'' عبدالہادی متانت سے بولا وہ سامنے رکھی کرسی پر ٹک گئی۔

''کیا ہوا ہے میری وجہ سے..... اور آپ میرے پاس کیوں آئی ہیں؟'' وہ ہمدردانہ طریقے سے پوچھنے لگا۔ ''میری ساس میرے سسر کسی بھی صورت یہ ماننے کو تیار نہیں ہیں کہ دو دن پہلے کوئی حادثہ ہوا تھا بلکہ وہ اس بات پر بضد ہیں کہ میں خود آپ کے ساتھ غائب ہوئی تھی اور میرے آپ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کے ساتھ کوئی پوشیدہ مراسم ہیں۔

وہ نظریں جھکائے نان اسٹاپ بولنے لگی تھی۔ ہر لفظ ایک دھماکہ تھا جو عبدالہادی کی سماعتوں پر ہو رہا تھا۔ ''شٹ اپ..... بس کرو۔'' وہ خفت سے سرخ ہو کر دھاڑا تھا۔''

یہ تمہارا کوئی ڈرامہ تو نہیں.....؟؟''

عبدالہادی کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ ''ڈرامہ.....؟؟'' وہ حیرت میں ڈوبی۔ ''ہاں ڈرامہ۔'' عبدالہادی نے توضیح کی۔

''مجھے پتا ہے آپ یہی سب کہیں گے یہی سب سوچیں گے مگر صرف آپ کے پاس اس لیے آئی ہوں کہ آپ میرے ساتھ اک بار چل کر میرے ساس سسر کو یقین دلا دیں کہ میں بدنصیب مرتے مرتے بچ گئی ہوں۔ آپ کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھولوں گی۔

''وہ بے بس وہ کر نہایت منت بھرے انداز میں عبدالہادی سے کہنے لگی تھی عبدالہادی کا نرم دل پگھلنے لگا۔ ''آپ کے ہزبینڈ کدھر ہیں؟'' وہ اپنی تسلی کر رہا تھا۔ ''ان کی چار سال پہلے ڈیتھ ہو چکی ہے۔'' وہ تڑپ کر بولی ''او..... او کے سوری۔''

عبدالہادی کا دل بالکل موم ہو گیا کہاں ہے آپ کا گھر؟ دس منٹ ویٹ کریں چلتے ہیں۔'' وہ اپنی فائلز چیک کرنے لگا اور اگلے دس منٹ بعد وہ اس انجان لڑکی کے ساتھ اس کے گھر جا رہا تھا۔

یہ پنڈی کا ایک گنجان آباد علاقہ تھا۔ زیادہ تر آبادی غریب طبقے کی تھی۔ کچھ پختہ کچھ ٹوٹی پھوٹی گلیاں کراس کرنے کے بعد وہ ایک زرد دروازے والے گھر کے سامنے تھے۔ گھر کی حالت نہ زیادہ اچھی تھی نہ بری وہ دونوں اندر آ گئے۔ ایک نہایت تیز طرار قسم کی عورت برآمدے میں رکھی ہوئی چوکی پر بیٹھی پان چبا رہی تھی۔

''ہے ہے یہ کس کو اندر گھسا لائی ہے اب یہ دن بھی دکھائے گی تو۔

وہ پہلے تو ان دونوں کو دیکھ کر چونکی پھر چوکی سے اٹھتے ہوئے اپنی بدزبانی پر اتر آئی۔ اماں یہ وہی لڑکا ہے۔'' کون سا لڑکا؟

سنتے ہو.....؟ کدھر ہو باہر آؤ آپ کی بہو کا نیا ڈرامہ دیکھ لو.....'' وہ عورت سن ہی نہیں رہی تھی بلکہ شاید اپنے خاوند کو بلا رہی تھی۔

برآمدے کے کونے میں جو کمرہ تھا وہاں سے ایک 60 کے لگ بھگ بوڑھا باہر نکلا تھا۔ ''کیا ہوا.....؟'' اس کے تیور کچھ اور ہی سخت تھے۔

''کون؟ کون ہے یہ۔'' وہ آ کر زور سے چلایا۔ ''اماں یہ لڑکی نئے نئے چاند چڑھاتی رہے گی اور تم چند ہزار کی نوکری کی خاطر اس کو برداشت کرتی رہنا۔'' ساتھ والے کمرے سے ایک شاطر سی لڑکی گود میں بچہ اٹھائے باہر آئی تھی. شاید وہ نند تھی۔

یہاں تو ایک تماشا کھڑا ہو گیا تھا۔ ''اماں یہ وہی لڑکا ہے جو اس دن۔'' بکواس بند کرو حرافہ ہماری عزت کے جنازے.....''

''کیا بکواس ہے یہ سب..... کیا تماشا لگا لیا ہے آپ لوگوں نے بدزبانی اور الزام تراشی کی بھی ایک حد ہوتی ہے؟؟

اس سارے وقت میں عبدالہادی پہلی بار ضبط توڑ کر بولا تھا اور اس قدر غصے اور غضب سے بولا تھا کہ ہر شخص سہم کر اُس کو دیکھنے لگا۔

''یہ لڑکی ایک گھنٹے سے آپ کو کچھ بتانے کی کوشش کر رہی ہے اور آپ لوگ سن ہی نہیں رہے۔ وہ اس کے سسر کے قریب آ کر دھاڑ رہا تھا'' میں اس کو نہیں جانتا آپ چاہیں تو قرآن پاک پر ہاتھ رکھوا لیں کسی کے کردار کی گواہی اس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے بڑھ کر کیا دے سکتا ہوں میں۔

میرے اور اس لڑکی کے درمیان کسی بھی قسم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس دن جانے کیوں یہ خودکشی کہ ارادے سے پہاڑی سے چھلانگ لگا رہی تھی میں نے بچالیا اور میں.....'' وہ ہر لفظ پر زور دے کر بول رہا تھا اور پوری بات بیان کردی۔

وہاں موجود لوگ جیسے خودکشی کا سن کر تھوڑا سا گھبرا کر خفت کا شکار ہوئے تھے پر فوراً ڈھٹائی اور کمینگی پر اتر آئے اب یہ اسٹوری ہم کس کس کو سنائیں پورا محلہ ہم پر باتیں بناتا ہے۔ اس نے پورے شہر میں منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا۔

پہلے ہمارے بیٹے کو کھا گئی اور اب عزت مگر ہم اب اس کا بوجھ مزید برداشت نہیں اٹھا سکتے۔

وہ تیز طرار سی بڑھیا نہایت بے دردی اور ظالمانہ انداز سے شعلہ بیانی کر رہی تھی۔''

کیوں..... آپ مجھے اس گھر سے نکالنے پر تلی ہوئی ہیں۔'' وہ سر تھام کر رونے لگی۔'' کیوں بی بی جہیز میں لائیں تھی کیا جو اس گھر پر ایسے حق جتاتی ہو.....؟؟ نند نے اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھا۔

عبدالہادی پوری صورتحال اچھی طرح سمجھ چکا تھا وہ سب اب اس لڑکی کا وجود کسی بھی صورت برداشت نہیں کرنا چاہ رہے تھے۔

'' آپ سب کیا چاہتے ہیں اب آپ کی عزت کا جنازہ نکل گیا۔ آپ کا سر جھک گیا اب آپ لوگ کیا چاہتے ہیں.....؟؟'' وہ ایک بار پھر تیز آواز میں بولا تھا۔ اگر یہ تمہیں اتنی باکردار لگتی ہے تو تم اس سے نکاح کرلو اور اس کو یہاں سے لے جاؤ۔'' وہ بوڑھا تو جیسے کسی ایسے شخص کے انتظار میں تھا جو ان کے گھر کے بوجھ کو لے جائے۔'' ٹھیک ہے میں ابھی ابھی نکاح کرنے کو تیار ہوں۔

'' عبدالہادی نے بنا سوچے سمجھے فوراً فیصلہ کیا تھا اور سنا بھی ڈالا تھا۔

میں ابھی مولوی کو بلاتا ہوں بوڑھا جلد بازی کا شکار ہوا۔

'' کیا..... کیا ہو رہا ہے یہ سب.....'' وہ بوکھلا کر سب کو دیکھ رہی تھی اور دو ہی گھنٹے گزرے تھے جو کل انجان تھی اس پل وہ اس کی ملکیت اس کی منکوحہ اس کی بیوی اس کی شریک حیات بن گئی تھی۔

واپس جانے کے لیے وہ گاڑی میں بیٹھے تو عبدالہادی نے اس کا نام دہرایا تھا۔'' اُم ایمن'' یہی نام ہے نا تمہارا.....؟؟''

وہ گاڑی چلاتا ہوا کہیں بہت دور سے بول رہا تھا۔ مسلسل روتی ہوئی ام ایمن نے اثبات میں گردن ہلا دی تھی۔ عبدالہادی نے گاڑی اسٹارٹ کردی اور اس کا دل دماغ جیسے کسی بہت دور سفر پر نکل گیا تھا۔

☆.....☆.....☆

دو شہوار کو نئی زندگی ملی تھی۔ وہ موت کے منہ سے واپس آئی تھی وہ موت کے منہ سے واپس آئی تھی۔ ہر شخص خوش تھا ہر دل شاد تھا۔ اس نے ہوسپٹل میں آنکھیں کھولیں تو سب ہی اس کے ارد گرد موجود تھے۔ وہ چاروں طرف دیکھنے لگی جیسے کسی کو تلاش کر رہی ہو۔

'' بابا اس نے چوہدری حماد کو پکارا تھا جی میری جان! میرے بچے اتنی بڑی اتنی ظالمانہ حرکت کیوں کی اپنے ساتھ وہ اس کا ہاتھ پیار سے تھام کر بولے تھے۔

'' بابا عبدالہادی کہاں ہے..... بابا آپ نے عبدالہادی کو یہاں سے جانے کو کہا تھا نا بابا آپ نے عبدالہادی کو بھیجا ہے نا؟؟''

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ حواس میں آتے ہی وہی سوال کر رہی تھی جس کا ڈر چوہدری ہی نہیں پورے گھر کو تھا۔ مسز حماد پیار سے اس کا ماتھا چومنے لگیں۔ ''کیا ہو گیا ہے؟''

دِرشہوار یہ تمہارے بابا ہیں ان سے کیسی باتیں کر رہی ہو؟؟ ان کو اپنی تربیت اور اپنی بیٹی دونوں پر یقین نہیں آ رہا تھا پر اس کا پور پور عشق میں ڈوبا تھا۔

وہ فنا ہو چکی تھی جتنا خون بہا تھا اتنی عبدالہادی کی محبت اور بھر گئی تھی۔ اس کی رگوں میں بھر گئی تھی۔ بابا مجھے عبدالہادی چاہیے ورنہ میں واقعی زندہ نہیں رہوں گی۔

بابا مجھے عبدالہادی کے پاس جانا ہے۔ یہ ظلم مت کریں مجھے عبدالہادی سے الگ مت کریں۔ وہ زبردستی اٹھ کر بیٹھ گئی اور وہ چوہدری حماد کے ہاتھ پکڑ کر سب کے سامنے منت سماجت کر رہی تھی ضد کر رہی تھی۔

چوہدری حماد کا جھکا سر مزید جھکتا جا رہا تھا اور آنکھوں سے بے تحاشا آنسو بہہ رہے تھے۔ وہ کچھ فیصلہ کر چکے تھے پر اس وقت بولنے کی ہمت نہیں تھی ساتھ کھڑے بھائی کو بے بسی اور ندامت سے دیکھا اور تیزی سے وہاں سے چلے گئے۔''

''درشہوار بیٹا! عبدالہادی آجائے گا واپس..... میں بلاؤں گا اُس کو۔'' چوہدری جواد نے حسب عادت بہت ہی نرمی سے کہا اور شفقت سے درشہوار کو بیڈ پر دوبارہ لٹانے لگا۔

''اب سب چلو یہاں سے اس کو آرام کی سخت ضرورت ہے۔ وہ سب کو باہر جانے کا اشارہ کر رہے تھے۔

چاچو میں رُک جاؤں درشہوار کے پاس .....؟؟ امل تڑپ کر پوچھ رہی تھی۔

نہیں درشہوار کی امی رک رہی ہیں تم گھر چلو۔'' وہ متانت سے کہہ کر کمرے سے باہر نکل گئے۔ امل نے پیار سے بند آنکھیں کیے کیٹی درشہوار کا ماتھا چوما اور خود بھی سب کے ساتھ باہر آ گئی۔ باہر آتے ہی اس نے دل سے اللہ کا شکر ادا کیا۔

املناس، کچنار، مورنیکھ آم، مالٹا، انار، شہتوت، امرود اور بیری کے ساتھ ساتھ اس نے انجیر کا بھی درخت اپنے باغ میں لگا رکھا تھا۔

اس کو گارڈننگ کا کریز تھا ہر رنگ اور ہر قسم کا پھول اس خوبصورتی سے باغ میں مہکتا تھا جیسے ساری پیار صرف چوہدری ہاؤس کا ہی حصہ ہے۔ اور یہ سب کچھ درشہوار کی محنت و لگن کا نتیجہ تھا۔ ورنہ تو اُم ایمن کے جانے کے بعد یہ باغ کب کا اجڑ چکا ہوتا۔

وہ ٹوکری میں موٹے موٹے بیر ٹوکری اور شہتوت توڑ کر ڈالے املناس کے درخت پر چڑھ کر بیٹھ گئی۔ ہلکی ہلکی دھوپ اس کو بہت مزہ دے رہی تھی ساتھ ساتھ میٹھے پھل وہ گھنٹوں یہاں گزارا کرتی تھی۔ جب تک امل لڑ جھگڑ کر تھک کر اس کو یہاں سے نہ لا جائے۔

آج امل اپنے فزکس کے ٹیسٹ کی تیاری میں مصروف تھی چناچہ وہ گھنٹوں کا پلان کر کے آئی تھی۔ اچانک ایک نو وارد نے اس کے باغ کی حد پار کی تھی۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کو گھورنے لگی وہ مسلسل آگے بڑھ رہا تھا اس کا رخ املناس کے گھنے درخت کی ہی طرف تھا۔ معاً بہت سارے موٹے موٹے بیروں سے اس پر حملہ کر دیا گیا۔ وہ بے ساختہ چلایا تھا اور اپنے دونوں بازو اپنے منہ پر رکھ کر اپنا دفاع کر رہا تھا۔

''کون ہو .....تم..... اور یہاں کیسے آئے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہو.....؟؟'' وہ پھرتی سے درخت سے اتری تھی اور دھم سے اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔

بیروں کے نشانے سے چکراتے سر کو اب اس نے سنبھالا اور سامنے کھڑی انسپکٹر بنی لڑکی کو دیکھنے لگا۔

''اب یہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کیا دیکھ رہے ہو.....؟ بتاؤ کون ہو.....؟؟''

وہ رعب سے اور بھی چلا کر بولی تھی۔ ''میرا نام عبدالہادی ہے۔'' عبدالہادی زیرِلب مسکرا کر مہایت مودبانہ انداز سے بولا تھا۔

''کون عبدالہادی'' وہ سوچتے ہوئے بولی'' میرا کوئی رشتے دار اس نام کا نہیں ہے.....'' وہ ایک بار پھر پچھلے انداز میں آ گئی۔ ''تم جو کوئی بھی ہو تم نے بلا اجازت چوہدری ہاؤس کے اندر آنے کی گستاخی کی ہے تمہیں اس کی سزا ضرور ملے گی۔''

وہ کسی ظالم شہزادی کی طرح دوٹوک انداز میں کہہ کر گویا عبدالہادی کو ڈر رہی تھی۔ جو حکم ملکہ عالیہ خادم کو ہر سزا منظور ہے۔'' عبدالہادی نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر خم کیا تھا۔

''کیا تم مذاق اڑا رہے ہو؟'' وہ خود ہی اس انداز کو تمسخر سمجھ کر دونوں ہاتھ کمر پر باندھ کر چلائی تو بے ساختہ عبدالہادی کی ہنسی نکل گئی۔ وہ بہت دنوں بعد اتنا ہنس رہا تھا۔ ''تمہیں سزا بابا دیں گے اور ضرور دیں گے۔'' وہ بہت طیش میں آ گئی تھی۔''

بابا..... بابا وہ اندر کی طرف بڑھ رہی تھی۔

''بابا باہر آئیں وہ بہت چلا رہی تھی۔ کان کے پردے پھاڑ دیتی تھی۔ عبدالہادی ہنستا رہا۔'' کیا ہوا ہے درِشہوار.....'' کچھ ہی دیر بعد چوہدری حماد اس کی طرف تیزی سے بڑھ رہے تھے۔ ''کیا ہوا ہے میرے بچے.....؟؟'' چوہدری حماد قریب آ چکے تھے۔

''بابا! یہ پتا نہیں کون ہے اور ادھر ہمارے گھر میں بلا اجازت گھس آیا ہے۔'' وہ عبدالہادی کی طرف شکایتی انداز سے اشارہ کر رہی تھی۔

''السلام و علیکم انکل.....'' عبدالہادی نے مسکراتے ہوئے سلام جھاڑا تھا۔ وعلیکم السلام! ہادی بیٹا تم نے درِشہوار کو بتایا کیوں نہیں کہ تم تو پچھلے تین دن سے اس گھر میں رہ رہے ہو.....؟؟''

چوہدری حماد مسکرا کر خوشگوار انداز انداز سے پوچھ رہے تھے اور درشہوار تو جیسے حیرت و شرم سے پانی پانی ہو گئی تھی۔

''کیا مطلب بابا۔'' وہ سر جھٹک کر جھنجھلائی تھی'' وہ جو سامنے گیسٹ ہاؤس ہے میں ادھر ہی رہتا ہوں آئی تھنک یہ چوہدری ہاؤس کا ہی حصہ ہے..... ہاہا..... ہا۔'' دائیں طرف بنے خوبصورت سے گیسٹ ہاؤس کی طرف اشارہ کر کے عبدالہادی نے قہقہہ لگایا تھا اور چوہدری حماد بھی زور سے ہنس پڑے۔

خفت سے سرخ چہرہ لیے درِشہوار اندر چلی گئی تھی۔

چمکیلی دھوپ کی روشن صبح وہ نرم نرم کرنوں کو اپنے وجود کے اندر اتارتی ٹیرس پر کھڑی نیلی ٹائلز والا حوض دیکھ رہی تھی جس پر سفید زرد اور سرخ پھول اس طرح پانی میں تیر رہے تھے جیسے مور کے پر ہوں یا کسی بہت ہی خوبصورت پرندے کے پر ٹوٹ ٹوٹ کر پانی پر بکھر گئے ہوں وہ ٹیرس سے اسی طرح نیچے حوض کو دیکھتی تھی ہمیشہ۔''

''ہائے۔'' حوض کے کنارے بیٹھے عبدالہادی نے خوشدلی سے اس کو ہاتھ ہلا کر اشارہ کیا تھا۔ ''اخ..... درشہوار کا سارا مزہ کرکرہ ہو گیا۔

''کیا ہے.....؟؟'' وہ بد لحاظی سے بولی۔ ''بور ہو رہا ہوں۔'' عبدالہادی نے صاف

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گوئی سے کہا۔'' تو اس ٹھنڈے پانی میں نہا لو۔ درشہوار کو اس کی بات سخت نا گوار گزری تھی۔'' بابا..... یہ کوئی حل تو نہیں ہے۔ اور سردی بھی بہت ہے۔ وہ ہنسا اور پھر متانت سے بولا۔

'' تو میں کیا کروں.....؟'' وہ جل کر بولی۔'' اتنا جلو تو مت۔ پہلے ہی دھان پان سی ہو۔'' عبدالہادی اس کے نازک سراپے کو غور سے دیکھنے لگا اور اس کی نگاہیں خود پر مرکوز دیکھ کر وہ تیزی سے ٹیرس سے پیچھے ہٹ گئی۔

یہ عبداللہ بٹ کے بیٹے ہیں درشہوار آپ ان سے اتنا جھگڑا کیوں کرتی ہو۔''

ہفتے ہی رات وہ تو ان سب کے ساتھ ڈنر ٹیبل پر ہی موجود تھا۔ جہاں چوہدری حماد نے آ کر اس کا نا گوار اور سخت رویہ دیکھ کر اس کو ٹوک ہی ڈالا تھا پتا نہیں کیوں پہلے دن ہی درشہوار کو عبدالہادی سے چڑ ہو گئی تھی۔ شاید وہ سمجھ رہی تھی عبدالہادی نے اس کا مذاق اڑایا ہے۔

عبدالہادی بٹ اس کے بابا کے دوستوں میں ایک بہترین دوست تھے۔ جو اس کو بھی بہت پسند تھے ایک بہت امیر گھرانے کے بہت نرم دل اور ہمدرد قسم کے انسان ان کا چند سال پہلے انتقال ہو گیا تھا جبکہ ان کی بیوی اور اکلوتا بیٹا امریکہ میں مقیم تھے پر وہ اس بات سے قطعی لاعلم تھی کہ عبدالہادی عبداللہ بٹ کا بیٹا ہے۔

''جی۔'' عبدالہادی نے جتایا تھا۔'' سوری.....!!'' وہ شرمندہ ہوئی تھی آئندہ درشہوار بدتمیزی نہیں کرے گی۔'' ساتھ بیٹھی امل نے کیسے صفائی دی تھی۔

''تھینکس.....'' وہ کھل کر مسکرا دیا۔

''آئس کریم کھانی ہے؟'' ڈنر کے بعد وہ لان میں چہل قدمی کر رہی تھی۔ امل بھی ساتھ ہی تھی عبدالہادی ان کی طرف بڑھ آیا۔'' جی جی ضرور.....'' امل فوراً بولی۔ بابا سے اجازت لیں ہم گھر نہیں باہر جا کر کھائیں گے۔''

درشہوار نے جیسے حکم دیا تھا وہ مسکرا دیا اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد چوہدری حماد کی اجازت سے وہ ان دونوں کو ایک آئس کریم پارلر لے آیا۔ میں اسٹابری فلیور لوں گی۔ امل بے صبری ہو رہی تھی۔'' میں ڈبل چاکلیٹ۔'' وہ نارمل کہہ کر ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔'' اتنی چاکلیٹ کیوں.....؟'' وہ دانستہ بولا۔'' کیوں.....؟''

وہ حیرت سے بولی۔'' کہیں آپ یہ تو نہیں سمجھ رہے کہ میں کالی ہوں اس لیے کالی چیزیں پسند ہیں مجھے.....؟؟'' وہ ہمیشہ کی طرح خود ہی اندازے لگا کر غلط بات کر رہی تھی۔'' کیا..... میں ایسا کیوں سوچوں گا اور آپ کب کالی ہیں.....؟'' مجھے نے حیرت کے سمندر میں ڈبکی لگائی۔

کتنا خوبصورت سانولا رنگ تھا اس کا۔'' ہادی بھائی ڈونٹ وری اس کا تو دماغ ہی خراب ہے۔'' امل نے آئس کریم کپ اپنے سامنے رکھتے ہوئے ہادی کو کہا تو وہ سکھ کا سانس لے کر آئس کریم کھانے لگا۔

وہ ایسی تھی جلدی سے کسی سے فری نہ ہونے والی اور اگلے تین چار دن اسی طرح گزر گئے پر اس دن جب وہ کچن میں اپنے لیے کافی بنا رہی تھی تب ہادی کچن میں آ گیا۔'' درشہوار آپ چائے بنا رہی ہیں.....؟؟''

''جی۔'' مجھے بھی بنا دیں گی میرا سر بہت درد کر رہا ہے۔''

وہ درد سے چور تھا اور کہہ کر ڈائنگ ٹیبل کی چیئر پر ہی بیٹھ گیا تھا۔ درشہوار نے چونک کر اس کی طرف دیکھا سفید رنگت ہلکی سرخ ہو رہی تھی۔ گہری

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سبز بھوری کانچ سی آنکھیں درد سے بوجھل اور تھکی ہوئی دکھ رہی تھیں۔

''کیا ہوا آپ کو.....؟'' چائے کا کپ اس کے سامنے رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی انداز بہت نرم تھا۔ ''مجھے.....؟'' مجھے کی آواز میں نمی تھی پتا نہیں کتنے دنوں بعد کسی نے یہ سوال پوچھا تھا کہ ''کیا ہوا آپ کو؟'' اس لمحے وہ اتنا اکیلا محسوس کر رہا تھا کہ شاید اس سے کوئی بے جان چیز بھی اس کے دل کا حال بانٹتی تو وہ اس کو بھی اپنا ہمراز اپنا دوست اپنا غمگسار بنا لیتا۔

''جی آپ کو کیا ہوا ہے.....؟؟'' یہ حالت پہلی بار دیکھ رہی تھی درشہوار۔ ''مجھے اپنے بابا اور اپنی امی دونوں یاد آ رہے ہیں۔ وہ پرحزن لہجے میں کہہ کر اپنے ماتھے پر دائیں ہاتھ سے ہلکے ہلکے پنچ مارنے لگا آنکھیں سختی سے بھینچ لیں تھیں۔ پر درشہوار دیکھ سکتی تھی کہ وہ رو رہا ہے

وہ اتنا مضبوط اتنا کڑیل جوان کیسے بے بس دکھ رہا تھا۔ ''زندگی تو اللہ پاک کی امانت ہے۔'' درشہوار نے بے ساختہ اس کا ماتھے کی طرف جاتا دایاں ہاتھ پکڑ کر روکا تھا۔ ''جانتا ہوں۔ وہ کرب سے بولا۔'' تو اتنا اداس کیوں ہیں.....؟'' انسان ہوں نا اکیلے پن سے اکتا جانا..... خوف آنا..... بیزار ہو جانا فطرت ہے اور پھر ماں باپ۔ ماں باپ جیسے رستے کھو کر بیٹھا ہوں۔

پھر جھٹکے سے اٹھ کر چلا گیا درشہوار وہاں ساکت بیٹھی رہ گئی۔

☆.....☆.....☆

وہ صبح و شام گیسٹ ہاؤس کے چکر لگا رہی تھی عبدالہادی کے لیے چائے خود بناتی اور کھانے کا جا کر پوچھتی کپڑے پریس کروانے کا پوچھتی جیسے اس نے ہادی کا ہر کام کرنے کا ذمہ خود لے لیا ہو۔

اس وقت بھی وہ اس کا کمرہ صاف کر رہی تھی جب وہ باہر سے آ گیا۔ درشہوار مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے۔'' وہ اپنے شوز اتارتا ہوا بولا۔ جی کریں وہ ڈائنگ ٹیبل کی چیزیں سمیٹ رہی تھی۔ ''گیسٹ ہاؤس میں تو ماسی بھی صبح و شام آتی ہے پھر آپ اتنا کیوں آتی ہیں۔ وہ جرابیں اتارتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

درشہوار کے ہاتھ وہیں رک گئے۔ ''آپ کو مجھ سے ہمدردی ہے بہت زیادہ ہمدردی اور میں بہت شرمندہ ہوں اس (رات دن) میں اتنا کمزور پڑ گیا تھا آپ کے سامنے کیا کچھ بو دیا۔ مگر پلیز مجھے ہمدردی سے سخت چڑ ہے۔'' وہ نان اسٹاپ بولتا بولتا اس کے قریب آ رہا تھا اور درشہوار کا دل وہیں رک گیا۔

وہ اتنا فہیم اتنا زیرک تھا یہ تو وہ سوچ ہی نہ پائی تھی وہ شرمندہ ہو گئی۔ ہمدردی ہی تو ہو گئی تھی اس کو عبدالہادی سے۔ ''مگر مجھے دوستی سے بالکل چڑ نہیں ہے۔ اور وہ بھی تم جیسی کیوٹ لڑکی کی دوستی سے۔

عبدالہادی یکدم نہایت شوخی سے بولا تو درشہوار کا سرخ چہرہ یکدم پیاری سی مسکراہٹ سے کھل اٹھا۔ تو جناب یہ ہمدردیاں چھوڑو۔ آج سے ہم دوست ہیں۔''

وہ برملا اس کا ہاتھ تھام کر کہہ رہا تھا۔

''جی۔'' درشہوار نے اثبات میں گردن ہلائی پر وہاں نہیں رکی اور فوراً اپنے پورشن کی طرف بڑھ گئی۔

کب آؤ گی پھر۔'' وہ پکار رہا تھا۔ ''آپ آنا ڈنر پر۔'' وہ رکی نہیں تھی۔

میتھس مجھے بالکل بھی پسند نہیں تھا بس بابا کی پسند تھی تو رکھ لیا۔ وہ جلے کٹے انداز میں اس کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سامنے اپنے بیگ سے بکس نکالتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

مسز چوہدری حماد نے امل اور درشہوار دونوں کو ایک ایک گھنٹہ عبدالہادی سے ٹیوشن لینے کا کہا تھا، آخر وہ آکسفورڈ سے ایم بی اے کر کے آیا تھا۔

''اب تم باتیں کم کرنا مجھے ٹیسٹ کی تیاری کرنے دو۔'' امل نے ڈسٹرب ہوتے ہوئے تنگ آ کر کہا عبدالہادی مسکرا کر دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

میں جب آپ کو میتھس کے فارمولے سمجھاؤں گا تو آپ کو بہت ایزی لگے گا۔ جب دوستی ہوگئی ہے تو یہ آپ کا تکلف کیوں.....؟'' درشہوار نے عبدالہادی کی طرف جھک کر سرگوشی میں کہا تو وہ گردن جھٹک کر ہنس دیا۔'' یہ تو ہے..... چلو پھر جلدی سے رجسٹر دو تم مجھے۔'' وہ جتا کر بولا تھا۔

وہ ایک گھنٹہ کیسے گزرتا پتا ہی نہ چلتا واقعی درشہوار کے لیے BSC کا میتھس بہت آسان ہوتا جا رہا تھا۔ اس دن امل اپنی دوست کے ہاں گئی ہوئی تھی وہ اکیلی ہی ٹیوشن لینے آئی تھی پر پڑھنے کو بالکل بھی دل نہیں چاہ رہا تھا۔ آپ کو تقریباً یہاں کتنے دن ہوگئے ہیں۔ وہ کافی پھینٹتے ہوئے عبدالہادی سے بولی۔'' مجھے انیس دن..... اور یہ آپ کس کو کہا.....؟'' وہ کافی بنانے لگا۔'' او..... ہاں آپ تو کہنا ہی نہیں.....'' وہ ہنسی۔

اچھا اب تمہارا کام ہوگیا جو کرنے آئے ہو.....؟'' ہاں تقریباً حماد انکل نے بہت ساتھ دیا ہے۔'' کام کیا تھا.....؟'' دراصل میرے ابو کے لالچی اور جھوٹے بھائی مجھے اور میری امی کو ہمارا حصہ دینے سے مکر گئے تھے اور جعلی کاغذات بھی تیار کروا لیے تھے۔'' اوہو..... وہ حیرت و تشویش کا شکار ہوئی۔'' بات دولت، جائیداد حصے کی نہیں ہے، پر یہ میرے باپ کی محبت کی کمائی ہے ان کا حق ہے..... جو کہ اتنے ظالم جھوٹے اور مکار قسم کے لوگوں کے حوالے نہیں کر سکتا۔ جو کہ زمین کے ٹکڑوں کی بدلت اپنے ہی خون کے دشمن ہوگئے ہیں اگر حماد انکل مجھے سہارا اور تحفظ نہ دیتے تو میں پاکستان آتے ہی کب کا قتل ہو چکا ہوتا۔''

وہ نہایت غمزدہ دکھ رہا تھا۔

''آپ کی امی کا انتقال کب ہوا۔'' وہ بجھ کر پوچھنے لگی۔'' دو سال پہلے ہارٹ اٹیک ہوا تھا ان کو۔'' وہ کافی کا مگ اس کو پکڑاتے ہوئے بولا۔ میری امی بہت بہادر تھیں۔ بہت خوبصورت بہت ذہین۔'' وہ بہت خوش ہو کر بتا رہا تھا۔

''مجھے لگتا ہے آپ اپنی امی پر گئے ہیں۔'' وہ ان ڈائریکٹ تعریف کر رہی تھی۔'' ہاہاہا وہ بے ساختہ ہنسا'' کلیور۔'' وہ تو میں ہوں۔ وہ صوفے پر پھیل کر بیٹھ گئی۔

او میڈم پڑھنا نہیں ہے کیا اٹھو اور کتابیں کھولو۔'' وہ استاد بنا' آج میرا موڈ نہیں ہے پلیز!'' وہ منت بھرے انداز سے بولی۔ تو کیا کرنا ہے آج؟'' وہ حیران ہوا آج ہم باتیں کریں گے۔ بہت ساری باتیں۔'' وہ فیصلہ بھی کر کے آ چکی تھی کہ آج کیا کرنا ہے۔

''بور ہو جاؤں گی تم میری باتوں سے۔'' وہ وارننگ دینے لگا۔ قطعاً نہیں' وہ بھی پکی تھی' اچھا تمہیں پتا ہے پہلے مجھے 'ون پڑھاتا تھا۔'' وہ اسٹارٹ ہو چکی تھی۔ اُم ایمن آپی!'' وہ کون تھیں؟'' وہ میری آئیڈیل تھیں ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔'' وہ جذباتی ہو کر بولی۔

لیکن اُم ایمن ہیں کون اور کہاں ہیں؟'' عبدالہادی زچ ہوا۔

آپ کی عمر کتنی ہے؟؟ وہ کب جواب دینے والی تھی'' 26'' سال۔ کیا؟ واقعی اُم ایمن آپی کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بھی 26 سا ہی ہے۔ وہ مجھ سے سات سال بڑی ہیں۔

درشہوار کا من پسند ٹاپک شروع ہو چکا تھا اور اب وہ یہاں سے کہاں اٹھنے والی تھی۔ مجھے چائے بنانا' پڑھنا' بال بنانا' کپڑے پہننا کا سلیقہ' اچھے برے میں تمیز' بڑوں کی عزت سب اُم ایمن آپی نے سکھایا ہے۔

اس گھر میں سب پیار کرتے ہیں پر جب سیکھنے سکھانے کی بات آتی ہے تو مجھے اُم ایمن آپی یاد آتی ہیں۔''

''اس کی پلکوں کے کونے بھیگنے لگے۔

مجھے کچھ بتاؤ تو سہی وہ کہاں ہیں؟ عبدالہادی خفگی سے پوچھ رہا تھا۔ ''ہادی وہ چلی گئیں مجھے چھوڑ کر سب کو چھوڑ کر بس انہوں نے یہی غلطی کی ہے۔

درشہوار کا چہرہ سرخ ہونے لگا عجب رنگ آئے تھے لہجہ بھیگ رہا تھا ''پر کہاں.....؟'' یہ گتھی عبدالہادی سے سلجھ نہیں رہی تھی۔ ''گل میر کے ساتھ ہم سے بہت دور۔'' وہ ٹھنڈی سانس بھر کر بولی تھی۔

''ان کو محبت ہوگئی تھی اور چوہدری ہاؤس میں محبت کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ یہاں پسند کی شادی کرنا ایسی غلطی ہے جس کا نتیجہ سفاکانہ سزا ہے یا موت یا در بدری۔

''آپی کو محبت نہیں کرنی چاہیے تھی۔'' وہ دکھی لہجے میں اپنی رائے دے رہی تھی۔

محبت میں اگر سوچنے سمجھنے کا عنصر شامل ہو جائے تو پھر وہ شاید محبت محبت ہی نہ رہے۔'' عبدالہادی نے متانت سے بے ساختہ کہا۔ ''محبت ایک ایسا جذبہ ہے شہوار جو گیدڑ کو بھی شیر بنا دیتا ہے۔ بھربھری دیوار کو چٹان میں بدل دیتا ہے۔

ہم سوچ ہی کب پاتے ہیں.....؟ ہم کچھ سمجھ ہی کب پاتے ہیں بس ہم اس امر بیل میں لپٹے چلے جاتے ہیں۔ آنکھوں کا سمندر بہا کر کسی تنکے کی طرح بہت بہت آگے لے جاتا ہے۔

وہ درشہوار کے معصوم چہرے کو اپنی پُر شوق نگاہوں کے حصار میں لیے محبت کی واضح تشریح کر رہا تھا۔

درشہوار کسی چھوٹے بچے کی طرح اس کا لفظ لفظ بہت غور سے سن رہی تھی۔ پر وہ اتنا کچھ محبت کے بارے میں کیسے جانتا تھا۔ اس کا دل اس سے سوال کر رہا تھا کیا وہ اس جزبے سے آشنا ہو چکا ہے۔ دل کا سکون آنکھوں کی ٹھنڈک اور روح کی تازگی محسوس ہو رہی تھی عبدالہادی بری طرح چونکا۔

'' درشہوار۔'' وہ نظریں چرا چرا کر بولا۔ ''جی..... اور بتائیں نا محبت کیا ہوتی ہے۔'' وہ اس کے رک جانے پر خفا ہوئی تھی۔ ''تم جاو مجھے کچھ کام یاد آ گئے ہیں پلیز۔''

''وہ یکدم لہجہ بدل کر بولا۔ تو کر لیں!!'' وہ جانے پر آمادہ نہیں ہوئی۔ ''نہیں پلیز تم جاو..... پلیز تم جاو!!'' وہ اپنے جذبوں کو سمیٹ رہا تھا جو کسی نغمے کے سروں کی طرح بکھرتے جا رہے تھے کسی خوشبو کی طرح پھیلتے جا رہے تھے۔

وہ آنکھیں موند کر صوفے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔'' اوکے جا رہی ہوں میں۔'' وہ خفا ہو کر جا رہی تھی عبدالہادی نے اس کو نہیں روکا ایک آواز بھی نہ دی۔

☆.....☆.....☆

ہادی بھائی! ہادی بھائی امل اس کو زور سے پکارتی ہوئی ٹیرس پر آئی تھی وہ علی کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا موسم نہایت خوشگوار تھا کالے سیاہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

بادل چھائے ہوئے تھے۔ ''شکر ہے علی بھی ادھر ہی ہے یہ لیں میں نا موسم کی مناسبت سے پکوڑے بنائے ہیں خود.....'' اس نے پکوڑوں سے بھری ٹرے ان کے سامنے رکھی ٹیبل پر رکھ دی۔ ساتھ میں املی کی چٹنی بھی ہے۔'' وہ داد لینے کو تیار کھڑی تھی۔

''گڈ گرل! شاباش'' علی نے پیار سے بہن کو کہا'' تمہیں کیسے پتا چلا کہ اس وقت میرا دل پکوڑے کھانے کو کر رہا ہے۔'' عبدالہادی نے پکوڑا اٹھاتے ہوئے کہا۔'' دیکھ لیں۔'' وہ اترا کر بولی۔'' امل آ جاؤ اب واپس نیچے سے درشہوار کی آواز آ رہی تھی۔ آتی ہوں۔

''ہاں ہاں جاؤ اور اس کو بھی تھوڑی سی کوکنگ سکھا دو۔'' علی نے ہنس کر طنزیہ انداز سے چلا کر شہوار کو سنانے کے لیے کہا۔

اس دن کے بعد سے عبدالہادی قصداً شہوار سے فاصلہ رکھ رہا تھا نہ زیادہ بولتا نہ قریب جاتا پر اس رویے پر وہ خفا ہو چکی ہے پر وہ منا نہیں رہا تھا اس کو۔

علی کو اس کی امی نے نیچے بلایا تو وہ بھی چلا گیا اور پانچ منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ تیز بارش اسٹارٹ ہو گئی۔

بہار کے موسم میں بارش کتنا خوشگوار تھا وہ دن وہ ٹیرس سے نیچے برے لان میں بارش میں دھلتے سبز پودوں اور رنگ برنگے پھولوں کو دیکھنے لگا اور یہ کون سا نایاب پھول تھا.....؟ یہ کون سا خوبصورت رنگ تھا۔ یہ وجود یا کوئی پاکیزہ موتی۔'' وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔

ہلکے نیلے رنگ کے ٹخنوں تک کے ریشمی فراک میں درشہوار بارش میں بھیگ رہی تھی۔ گھنے بال بکھر کر شانوں پر پھیلے ہوئے تھے۔ وہ مسکرا کر امل سے کوئی بات کر رہی تھی پر وہ صرف تک رہا تھا ساکت بے خود وہ ہنس رہی تھی۔ امل کے پیچھے بھاگ رہی تھی اس کو پکڑ رہی تھی۔

محبت اس کے لفظ اسی کو یاد آ رہے تھے۔'' محبت کب کہاں کس سے ہو جائے کس کو خبر۔'' وقت کی کوئی قید نہیں کبھی اک لمحہ کبھی ایک صدی۔

امل شاید اندر آ گئی تھی وہ اکیلی تھی۔ بارش رک چکی تھی وہ شتوت کا درخت ہلا کر پانی جھاڑ رہی تھی۔ ہنس رہی تھی مزہ لے رہی تھی اور پھر جیسے یکدم چونکی ایک حیرت بھری نگاہ اوپر ٹیرس پر ڈالی تھی عبدالہادی نے نگاہیں نہیں ہٹائیں۔ وہ ہٹا ہی نہیں پایا۔ درشہوار نے تیزی سے دوپٹہ پھیلا کر اوڑھا اور خود کو ڈھانپ لیا تھا۔ پر دوسرے ہی پل نگاہیں اٹھا کر اوپر دیکھا تھا وہ جما کھڑا تھا مکمل طور پر بھیگا ہوا بارش کے پانی اور شہوار کی محبت میں۔''

ایک پل۔'' ایک پل میں دل بدل جاتے ہیں۔ ایک پل میں اپنا آپ پرایا ہو جاتا ہے کبھی کبھی ایک پل میں آگاہی ہوتی ہے کسی بہت ہی پیارے جذبے سے۔'' کیا وہ یہی پل ہے۔''

درشہوار معصومیت سے دیکھے جا رہی تھی عبدالہادی رکا نہیں تیزی سے ٹیرس خالی کر گیا۔

درشہوار کا دل دھڑک رہا تھا بہت زور زور سے۔

☆.....☆.....☆

''پلیز پلیز ہادی! یہ ٹیڈی بیئر اپنے روم میں رکھ لیں۔ وہ صبح صبح اس کے کمرے میں موجود تھی۔'' کیوں کیا ہوا ہے؟'' وہ آنکھیں مسلتا ہوا حیرت سے بولا۔

''امی میرے تمام Toys کے پیچھے پڑ گئی ہیں اٹھا کر شنو (نوکرانی) کی بیٹی کو دے رہی ہیں کہ اب میں بڑی ہو گئی ہوں پر یہ ٹیڈی بیئر مجھے اُم

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ایمن آپی نے دیا تھا۔ پلیز اپ کچھ دیر یہاں رکھ لو پھر میں لے جاؤں گی۔'' وہ روہانسی ہو کر کہہ رہی تھی۔ ''اچھا پریشان کیوں ہوتی ہو لاؤ ادھر دو۔'' وہ پیار سے بیڈ سے کہتا ہوا اٹھا اور ٹیڈی لے کر بیڈ پر رکھ دیا۔''

بیٹھ جاؤ۔'' وہی دھیمانہ انداز شہوار صوفے پر بیٹھ گئی۔ امی کو پتا نہیں کیا ہو گیا ہے میرے پیچھے پڑ گئی ہیں مجھے کہتی ہیں کہ میں اب بڑی ہو گئی ہوں اپنی عادتیں بدل لوں۔ کچن کا کام سیکھوں۔ دوپٹہ ٹھیک سے لیا کروں اور تو اور..... آپ کے پاس بھی کم کم آیا کروں۔'' وہ معصومیت سے ہر بات بتا رہی تھی۔

وہ مسکراتا مسکراتا چونک گیا کہیں اس کی آنکھوں کی چمک اس کے چہرے سے عیاں ہر جذبہ اس گھر کے مکینوں نے تو نہیں پڑھ لیا تھا۔

اپنے بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا کیا ہوا.....؟'' شہوار نے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے فکر مندی سے پوچھا۔ ''کچھ بھی نہیں..... شہوار دیکھو تم واقعی بڑی ہو گئی ہو آنٹی ٹھیک روک ٹوک کر رہی ہیں۔ تمہیں کچن کا کام بھی آنا چاہیے زندگی گزارنے کا ڈھنگ اور جوان و خوبصورت لڑکوں سے گریز بھی۔

آخری جملے پر وہ بہت بہت شوخ ہو گیا تھا۔ ''ہاہا جوان اور خوبصورت۔'' وہ طنزیہ ہنسی تھی۔ ''آپ سے زیادہ خوبصورت ہوں میں۔ وہ اپنے بالوں کو جھٹکا دے کر اتراہٹ سے بول رہی تھی۔ ''جی جی بالکل۔'' عبدالہادی نے تسلیم کرتے ہوئے کہا۔ ''مذاق اڑا رہے ہیں نا۔'' وہ خفا ہونے لگی عبدالہادی بے ساختہ ہنستا چلا گیا۔

''عجیب ہو تم تعریف نہ کرو تب ناراض اور کر دو تب بھی ناراض۔'' وہ زور دے کر بولا۔ ''اچھا آج پتا ہے ناشتے میں نہاری اور پائے ہیں۔'' جلدی سے تیار ہو کر ادھر ہی آجاؤ اکٹھے ناشتا کرتے ہیں۔''

وہ ناشتے کا سوچ کر فوراً اٹھی اور تیزی سے کہہ کر بھاگ گئی۔

عبدالہادی میں واش روم میں گھس گیا اتوار کا دن تھا اس کا جو مقدمہ چل رہا تھا کل اس کی بہت اہم پیشی تھی اسی حوالے سے آج اس کو بہت کام کرنا تھا۔

''احمد بھائی نہیں آئے آج!'' وہ دونوں کالج سے باہر آئیں تو گاڑی لیے عبدالہادی کھڑا تھا۔'' ہاں احمد کو کچھ کام تھا میں اسی طرف آ رہا تھا تو سوچا دو چڑیلوں کو گھر پہنچا دوں گا۔''

وہ دونوں گاڑی میں بیٹھ گئیں۔ درشہوار نے سیٹ سے ٹیک لگائی تھی۔ گاڑی میں عبدالہادی کی مخصوص پرفیوم کی مہک پھیلی ہوئی تھی۔ وہ امل سے باتیں کر رہا تھا۔ درشہوار اس کی آواز کو جیسے اپنے اندر اتار رہی تھی۔ عبدالہادی نے نا چاہتے ہوئے بھی بیک مرر سے اس کو دیکھا تھا۔

وہ آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی وائٹ یونیفارم میں کتنی کیوٹ لگ رہی تھی۔ ''کاش'' وہ ابھی ابھی اس کی ہو جائے اس کی ملکیت اس کی شریک سفر اس کا سب کچھ اس کا حق بن جائے وہ دل سے دعا مانگ رہا تھا۔

درشہوار نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں اور بیک مرر میں دیکھا جیسے وہ اس کے دل کی آواز سن گئی ہو۔ گہری سبز و بھوری آنکھیں چمکیلے کانچ وہ صرف آنکھیں تو نہیں تھیں وہ تو ایک جہان تھیں' ایک دنیا' ایک کائنات' درشہوار کی کائنات۔

درشہوار نے دوبارہ آنکھیں موند لیں تھیں۔

آج وہ گھر آ کر بھی چہکتی پھر رہی تھی۔ معمول

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے زیادہ خوش تھی۔ آنٹی مجھے بہت ساری ڈشز بنانے آتی ہیں وہ اپنی تعریفیں سننا چاہ رہا تھا۔

''آج عبدالہادی نے سب لوگوں کے لیے ڈنر میں پاستا ریڈی کیا تھا اور وہ اس وقت اپنا فیورٹ ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔

ہاں تو ماشاء اللہ بیٹا تم نے سیکھا تب ہی آیا نا۔'' اگر کوئی سیکھنا نہ چاہے تو کیسے آسکتا ہے۔ امل کو دیکھ لو سب کچھ سیکھتی جارہی ہے۔'' ان کا اشارہ اب درشہوار کی طرف تھا۔ امی بس آپ کو موقع مل گیا۔'' شہوار جل کر بولی۔''

ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہوں شہوار۔'' عبدالہادی نے قہقہہ لگایا آپ تو ہنس لیں بس۔'' وہ منہ بسور کر بیٹھ گئی۔

''ہادی بیٹا بس مجھے لگتا ہے ایک ہفتہ ہی رہ گیا ہے تمہارا سارا کام فائنل ہوجائے گا'' چوہدری حماد نے ہادی کو مخاطب کیا۔'' جی بالکل انکل۔'' وہ مودبانہ بولا۔

''بس ایک ہفتہ پھر ہادی یہاں سے چلا جائے گا.....؟'' شہوار کا دل رکنے لگا۔ وہ کھانا چھوڑ کر اٹھی اور اندر چلی گئی۔ سب ہی نے چونک کر اس کو دیکھا تھا۔

''کیا آپ ایک ہفتے کے بعد یہاں سے چلے جائیں گے۔'' وہ رات کو بیڈ پر لیٹا تو شہوار کا سیل پر ٹیکس آ گیا وہ بے ساختہ مسکرا رہا تھا جیسے یہی پڑھنا یہی سننا چاہ رہا ہو دل کو کتنا سکون محسوس ہو رہا تھا۔''

''ہاں.....'' اس نے جان بوجھ کر ٹیکس کا جواب ہاں دیا تھا پر یہ کیا دس منٹ بیس منٹ آدھا گھنٹہ پورا گھنٹہ گزر گیا پر مزید کوئی ٹیکس نہیں آیا۔ وہ خود سے ٹیکس کرنے پر گریز کر رہا تھا پر دل میں ایک ہلچل مچ گئی تھی کیا ہوا کیوں جواب نہیں آیا.....؟ سو گئی ہوگی اس کا دماغ سو سو سوال سوچ رہا تھا۔ وہ مضطرب ہو کر کمرے میں ٹہلنے لگا ایک ایک پل گزارنا مشکل ہو رہا تھا۔

کیا شہوار مجھ سے واقعی ناراض ہوگئی؟'' وہ بے چینی سے گیسٹ ہاؤس سے باہر نکل آیا برآمدہ پار کر کے وہ بڑے سے لان کے اندر چلا آیا تھا۔ جس کو شہوار اپنا باغ کہتی تھی۔ وہ وہاں لگے ایک ایک پودے کو محبت سے دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ شہوار ان سے محبت کرتی تھی۔ شہوار کو سبزہ پسند تھا' نیلا پانی پسند تھا وہ شدت سے اس کی کمی محسوس کر رہا تھا معا ٹھٹک کر رک گیا۔

اتنی رات کو اتنی ٹھنڈ میں وہ آم کے پیڑ کے نیچے وہ گھٹنوں میں منہ چھپائے بیٹھی تھی درشہوار کیا ہوا؟'' وہ تڑپ کر اس کے قریب جا پہنچا۔'' درشہوار یہاں اس ٹھنڈ اور تاریکی میں کیوں بیٹھی ہو وہ حیران سا اس بے وقوف لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو بنا آواز رو رہی تھی۔

چہرہ سرخ آنکھیں سرخ عبدالہادی کا دل مٹھی میں بند ہونے لگا۔'' کیوں رو رہی ہو.....؟'' وہ تڑپ رہا تھا۔'' آپ اگلے ہفتے کیا یہاں نہیں ہوں گے.....؟'' وہ معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔

اس کے لہجے میں اتنی تڑپ تھی کہ عبدالہادی بوکھلا کر رہ گیا۔'' میں..... کیوں پتا نہیں۔'' وہ کچھ دور ہٹ گیا۔ عبدالہادی مجھے اُم ایمن آپی یاد آرہی ہیں۔'' وہ رو رہی تھی کیوں وہ کیوں.....؟'' وہ حیران ہوا۔ وہ میری ہر مشکل کا حل نکال دیتی تھیں۔

شہوار اب درخت سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔'' میں آج تک سمجھتی تھی انہوں نے محبت کر کے بہت بڑی غلطی کی ان کو محبت نہیں کرنی چاہیے تھی پر آج مجھے اندازہ ہوگیا ہے کہ محبت کیا ہوتی ہے اور اس میں ہماری مرضی کتنی شامل ہوتی ہے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بے ساختہ اور خود ساختہ کا فرق سمجھ گئی ہوں میں ہادی۔ وہ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ وہ آج جیسے بیاں کرنے کے موڈ میں تھی۔ آج جیسے وہ سب راز کھولنا چاہتی تھی۔

جانے کیسا خوف تھا جو عبدالہادی کو قدم پیچھے ہٹانے پر مجبور کر رہا تھا۔ تم اندر جاؤ وہ بات بدل کر بولا۔ ''اب کہیں جانے کا راستہ ہی نہیں ہے۔ وہ ہم کلامی کے انداز میں بولی۔'' چلو نا اندر عبدالہادی نے نرمی سے اس کا ہاتھ پکڑے اور تیزی سے اندر کی طرف بڑھ گیا۔

شہوار کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا وہ اس کا لمس روح تک محسوس کر رہی تھی۔ چوہدری حیدر کے کمرے کی بہت دیر سے کھلی کھڑکی جھٹکے سے بند ہوئی تھی۔

وہ دونوں اندر جا چکے تھے۔ ''بھائی مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔ حماد چوہدری آفس میں موجود تھے۔ جب اچانک چوہدری حیدر نے آ کر کہا تھا وہ متوجہ ہو گئے۔

بیٹھو حیدر کہو۔ ''بھائی آپ کو یاد ہو اُم ایمن کا معاملہ.....'' چوہدری حیدر ہے تلخ یادوں کا دریچہ وا کرنے کی سعی کی۔

''ہاں یاد ہے۔'' کیوں.....؟'' چوہدری حماد کے چہرے کے تاثرات سخت ہوئے۔'' بھائی اُم مریم کی شادی اپنوں میں ہو گئی امل کا رشتہ اپنوں میں ہی طے ہے۔ اُم ایمن نے جو بھی کیا..... مگر اس معاملے پر سب راضی تھے آپ کے سوا۔''

''چوہدری حماد کا انداز عجیب سا تھا۔'' ہاں میں جانتا ہوں جو ہوا میری ضد اور انا کی وجہ سے ہوا تم اصل بات کرو۔

چوہدری حماد نے فطری سختی اور غصے کا مظاہرہ کیا۔'' بھائی برہم نہ ہوں..... دراصل عبدالہادی بے شک بہت ہی معزز خاندان کی اولاد ہے پڑھا لکھا ہے' خوبرو ہے پر درشہوار سے اس کی یہ بے تکلف دوستی۔''

''بس چپ کر جاؤ حیدر..... تم نے کچھ دیکھا ہے کیا۔''

چوہدری حماد نے بات مکمل ہی نہ ہونے دی سخت برہم ہوئے ہاتھ کے اشارے سے بھائی کو روک دیا۔'' میں کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو درشہوار کی شادی میرے علی سے کر دی جائے تاکہ گھر کی بچی گھر میں ہی رہ جائے اور کچھ غلط فہمی نہ ہو۔''

چوہدری حماد نے نہایت مناسبت کے ساتھ اپنا مطمع پیش کر ڈالا تھا۔ چوہدری حماد کو کیا اعتراض ہو سکتا تھا جبکہ چوہدری حیدر ان کے دل میں شک و خوف کا بیج بھی اگا چکا تھا۔

پنک کلر کی نہایت خوبصورت گھیر دار شلوار جس کے گلے پر آگے سفید موتیوں کا کام تھا۔ پنک چنا ہوا دوپٹہ بازوؤں پر لپٹے گھنے بالوں کو فراک کی مناسبت سے جوڑے کی صورت میں قید کیے سلور کلر کی ہائی ہیل نازک پیروں میں پہنے وہ مسز حماد کے ساتھ کھڑی تھی۔

عبدالہادی بیٹا نہ احمد ہے نا علی..... امل اپنے ٹیسٹوں کی تیاری کر رہی ہے درشہوار نے اپنی سہیلی کے گھر جانا ہے تم لے جاؤ بیٹا۔

وہ ٹی وی دیکھ رہا تھا مسز حماد نے کہا تو وہ فوراً اٹھ گیا کچھ ہی دیر میں وہ دونوں گاڑی میں موجود تھے۔

درشہوار غیر معمولی طور پر چپ تھی۔ کالی سیاہ آنکھوں میں گہرا کاجل جیسے دو مقدس موتی ہوں نازک سے ہونٹوں پر ہلکی پنک لپ اسٹک عبدالہادی کو لگ رہا تھا جیسے یہ کوئی ماروائی مخلوق

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہے وہ۔''

''گاڑی درشہوار کی سہیلی کے گھر کی طرف رواں دواں تھی معاً درشہوار چلا کر بولی۔'' گاڑی روکیں۔'' وہ حیران رہ گیا سنسان سڑک تھی۔'' کیوں.....؟'' ''روکیں نہ روکیں گاڑی.....'' اس کا انداز عجیب تذبذب کا شکار تھا عبدالہادی نے گاڑی روک دی۔

''کیا ہوا گاڑی کیوں رکوائی.....؟'' مجھے کہیں نہیں جانا۔'' وہ اپنی کلائی سے نازک پنک کانچ کی چوڑیاں اتار کر سامنے ڈیش بورڈ پر رکھ رہی تھی'' پر کیوں.....؟''

مجھے جانا ہی نہیں تھا امی نے زبردستی تیار کروا کر بھیجا ہے پر مجھے نہیں جانا۔'' وہ کانوں سے سفید خوبصورت موتیوں کے ٹاپس اتار رہی تھی۔'' پر درشہوار ہوا کیا ہے.....؟'' وہ خفگی سے بولا درشہوار ڈیش بورڈ پر انگلی سے رنگ اتار کر ڈال رہی تھی۔

''آپ نے علی کو دیکھا ہے۔'' وہ سرخ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔'' ہاں'' اس نے زور دے کر بتایا۔'' مجھے امل بتا رہی تھی کہ اس سے میرا رشتہ طے کیا جا رہا ہے۔'' روہانسی آواز میں وہ عبدالہادی کے کانوں پر کوئی دھماکہ کر رہی تھی۔

''کیا.....؟'' کچھ دیر بہت حیرانگی کے بعد وہ بجھی بجھی آواز سے بولا۔ ہاں اور وہ مجھے بھی بالکل پسند نہیں ہے۔'' وہ اس کو غور سے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی

اچھا عبدالہادی کی سانس رُک رہی تھی۔'' اب تم نے جانا ہے یا نہیں۔'' وہ مشکل سے خود کو کنٹرول کر رہا تھا۔'' نہیں۔'' وہ سختی سے بولی عبدالہادی نے گاڑی واپسی کی طرف موڑ دی۔

آج الفاظ کتنے کم ہو گئے تھے نہ درشہوار کو مل رہے تھے نہ عبدالہادی کے پاس تھے۔

☆.....☆.....☆

کبھی کبھی انسان منزل کے بہت پاس ہوتا ہے اور اچانک سے اس کی آنکھ کھل جاتی ہے جب وہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو منزل بہت بہت دور ہوتی ہے اتنی جیسے پہنچنا ناممکن ہو۔ یہی سب عبدالہادی کے ساتھ ہوا تھا جب سے وہ درشہوار کو چاہنے لگا تھا۔

اس نے تو سوچا ہی نہیں تھا کہ درشہوار کو حاصل کرنا اتنا آسان نہیں ہے جتنا وہ سمجھ رہا ہے وہ تو بس درشہوار کی ہنسی اور مسکراہٹ کو دیکھ کر سمجھتا تھا کہ زندگی حسین ہے اور حسین ہی رہے گی خاردار راستوں نے منزل راہوں کا تو اس نے تصور ہی نہیں رکھا تھا۔

مگر آج وہی سب ہو رہا تھا جو پرانے قصے کہانیوں میں پڑھتا آیا تھا جن کا وہ مذاق اڑاتا تھا کیا کوئی اتنا بے بس بھی ہو جاتا ہے کہ جس شخص کو بہت بہت پیار کرتا ہو اس کو ہی چھوڑ کر چلا جائے۔''

وہ رومانوی ناول پڑھ کر خوب ہنسا کرتا تھا پر یہ آج کیا ہو گیا تھا۔'' انکل حماد اس کو ایک دن کے اندر اندر گھر سے جانے کا کہہ چکے تھے اور ساتھ میں یہ بھی بتا چکے تھے کہ اگلے ہفتے علی حیدر کے ساتھ درشہوار کی شادی ہے چاہے تو اٹینڈ کر سکتا ہے۔

آج وہ ایسے بلک بلک کر رو رہا تھا۔ جیسے دو دن کا بچہ ہو خالی ہاتھ ٹوٹا دل یہ سب کیا ہو گیا تھا اس میں کس چیز کی کمی ہے دولت عزت خوبصورتی تعلیم.....وہ اپنے آپ سے سوال کر رہا تھا۔

معاً دروازہ بجا وہ خود کو نرمل کر کے دوازہ کھول کر ہٹ گیا۔'' ہادی مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔'' شکست خوردہ آواز میں وہ شہوار ہی تھی۔ وہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تڑپ کر پلٹا وہ سرخ چہرہ سرخ نگاہیں لیے کھڑی تھی۔

''کیا ہوا ہے؟'' وہ پاس آ کر پیار سے بولا۔''ہادی میں آپ سے بہت بہت پیار کرتی ہوں میں آپ سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے امی کو بتا دیا ہے مگر امی کہتی ہیں ہمارے ہاں خاندان سے باہر شادیاں نہیں ہوتیں۔'' وہ ہادی کے گلے لگ گئی تھی بے تحاشا روتے ہوئے وہ تڑپ تڑپ کر بتا رہی تھی۔

عبدالہادی آنکھیں پھاڑے اس نازک سے وجود کو دیکھ رہا تھا دل چاہ رہا تھا ابھی ابھی وہ آنکھیں بند کرے اور کسی جادوگر کی طرح درشہوار کو ساتھ لے کر کسی اور دنیا میں پہنچ جائے جہاں وہ دونوں ہوں صرف اور ہر طرف پیار ہی پیار۔

عبدالہادی آپ بھی مجھے پیار کرتے ہو نا۔'' وہ بے تابی سے پیچھے ہٹ کر اس کا ہاتھ تھام کر پوچھ رہی تھی۔

''بتائیں نا۔'' ہاں۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا بولا ہے وہ تو خواب دیکھ رہا تھا بس۔''تو آپ کو بابا کو بتانا پلیز بتانا کہ اسلام میں لڑکا لڑکی سے ان کی مرضی پوچھ لینا جائز ہے۔'' اسلام میں کسی بھی خاندان پر پابندی نہیں بس نیک مسلمان حلال حرام کی تمیز کرنے والا اسلامی تعلیمات کی پابند کرنے والا خوش اخلاق!.....اور اور اپ میں تو سب کچھ ہے سب کچھ۔

وہ عبدالہادی سے امید بھرے انداز میں کہہ رہی تھی جیسے وہ یہ سب کچھ کہے گا اور چوہدری حماد مان جائیں گے۔''

درشہوار بچوں کی طرح کیوں ری ایکٹ کر رہی ہو۔ ہمت کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اور اگر تمہیں کسی نے یہاں دیکھ لیا تو بات بہت بڑی بن جائے گی۔'' وہ پیار سے اس کا ہاتھ تھام کر متانت سے سمجھا رہا تھا۔

''سب ٹھیک ہو جائے گا نا.....'' وہ خوفزدہ سی پوچھ رہی تھی۔''انشاء اللہ۔'' عبدالہادی نے پر یقین ہو کر کہا اور درشہوار کے جاتے ہی دروازہ بند کر لیا اور وہ اپنی پیکنگ کر رہا تھا۔

Downloaded From Paksociety.com

☆.....☆.....☆

چھوٹا سا سادہ سا گھر تھا۔ مگر زندگی گزارنے کی ہر آسائش موجود تھی۔ عبدالہادی نے اس کو ایک کمرہ دکھایا تھا جو گھر میں کچھ سائیڈ پر ہی تھا۔ آپ یہاں آرام سے رہ سکتی ہیں۔ بہت سادہ سا انداز تھا اس کا پر جاتے جاتے وہ شکی انداز سے پوچھ رہا تھا۔

اُم ایمن آپ کے والد کا کیا نام ہے؟ اس وقت میں غور نہیں کر پایا.....!'' جھکی جھکی پلکوں کے ساتھ جواب ملا۔

عبدالہادی نے بمشکل اپنی حیرت پر قابو پایا ایک نام جو اس کو پوری طرح اندر سے ہلا چکا تھا۔'' کراچی کے رہنے والے ہیں کیا.....؟''

وہ تصدیق چاہ رہا تھا۔''جی.....'' بھیگا بھیگا لہجہ''اوکے۔'' وہ تیزی سے کہہ کر گھر سے چلا گیا۔ ایک چال چلی تھی زندگی نے اس کے ساتھ ابھی تو چھ ماہ ہی گزرے تھے کہ اس خاندان کا ایک ایسا شخص جو ان کی عزت پر حرف لا کر ان کو چھوڑ کر جا چکا تھا۔ وہ اس کی زندگی کا حصہ بن گیا تھا مجبوری ہی سہی پر حقیقت تو تھی نہ کہ وہ نکاح کر چکا ہے۔

وہ رات کو آفس ہی آ گیا تھا اور اس وقت بیٹھا خود کو کوس رہا تھا کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟

وہ درشہوار کی محبت' یادوں' وفا کسی بھی چیز کے ساتھ خیانت یا بے وفائی ہرگز نہیں کر سکتا تھا اور اس کی زندگی میں آیا بھی تو کون اُم ایمن کو درشہوار کی

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آئیڈیل تھی۔ درشہوار اس کو بہت پیار کرتی تھی اس کے لیے بے پناہ دعائیں کرتی تھی کہ وہ جہاں رہے خوش ہو۔

پر یہ پورے خاندان کی عزت تباہ کر کے آ گئی تھی۔ اسی لیے اس کو یہ سب سزائیں مل رہی ہیں۔'' کبھی ہمدردی اور کبھی نفرت عبدالہادی اُم ایمن کی طرف سے عجیب جذبات کا شکار ہو رہا تھا۔ پر آخر میں ہمدردی اور انسیت کا جزبہ ہی غالب آیا کیوں کہ درشہوار کو اُم ایمن سے بہت محبت تھی۔

☆.....☆.....☆

''آخر کب تک شہوار.....! کب تک..... تم اپنا یہی حال بنائے رکھو گی کب تک اپنی زندگی کے حسین دن پرانی یادوں کے ویران رستوں پر چل کر برباد کرو تم بتاؤ.....''

وہ ٹھنڈے پانی کے حوض میں ننگے پاؤں دے کر بیٹھی تھی امل اس کے پاس آ کر خفگی سے پوچھنے لگی درشہوار نے کوئی بھی جواب نہیں دیا۔ اس کی نگاہیں غیر مرئی نقطے پر مرکوز تھیں ''امل.....!'' ہاں بولو.....؟'' کچھ نہیں

وہ ایسے ہی کرتی تھی مخاطب کرتی اور پھر چپ کر جاتی ''حد ہے درشہوار.....! سال ہونے کے قریب ہے اس نے پلٹ کر آنا ہوتا تو ضرور آ جاتا مجھے لگا ہے وہ تم سے واقعی محبت نہیں کرتا تھا.....''

بہت درشتی اور خفگی سے اٹھتے ہوئے اس نے پانی کے چھینٹے اڑائے اور بہت تیزی سے اندر چلی گئی۔

''میری بات سنو تم۔'' امل اس کے پیچھے گئی تھی۔ چوہدری حماد نے اپنی اکلوتی بیٹی کے آگے چاروں شانے چت ہو گئے تھے۔ چوہدری جواد فطرتاً نرم دل انسان تھے انہوں نے خود بڑے بھائی کو کہا تھا کہ آپ اُم ایمن کا واقعہ بھول کر درشہوار کی شادی عبدالہادی سے کروائیں مگر دور دور تک عبدالہادی کا کوئی نام نشان نہیں ملا اس کے تمام کونٹیکٹ بند تھے۔

جس شخص سے بھی ہادی کے بارے میں پوچھا گیا لاعلمی کا اظہار ہی کیا گیا۔

وہ کیا کرتے اپنی اس لاڈلی بیٹی کا جس کی ناگفتہ بہ حالت دیکھ دیکھ کر مسز حماد چوہدری خود بیمار رہنے لگیں۔ پورا گھر بے رونق اور افسردہ رہنے لگا تھا۔

اُم مریم امریکہ سے خاص طور پر شہوار سے ملنے آئی ہوئی تھی۔

شہوار کے بڑے بھائی کے ساتھ ساتھ علی کی شادی بھی ہو چکی تھی۔ ماحول تبدیل ہو چکا تھا پر درشہوار کے لیے جیسے زندگی تھم سی گئی تھی۔ پر وہ یہ وقت گم صم دروازے کو تکتی رہتی کہ عبدالہادی کہیں کسی پل تو مل جائے حتیٰ کہ وہ لڑکی جو باقاعدگی سے نماز بھی نہ پڑھتی تھی تہجد پڑھنے لگی تھی کب دعائیں قبول ہوں گی کب خواب روشن ہوں گے کبھی تو تمام سوچیں پوری ہوں گی کبھی تو امید بر لائیں گی۔

وہ پوری پوری رات جاگ کر گزار دیتی تھی۔ BCS تو جیسے تیسے کر ہی لیا۔ آگے پڑھنے سے خود ہی انکار کر دیا تھا۔

☆.....☆.....☆

''آپ ویکنڈ مری میں گزارتے ہیں.....؟'' اُم ایمن نے چائے کا کپ عبدالہادی کے سامنے رکھا۔ ''جی'' مختصر جواب۔

''پوچھ سکتی ہوں کیوں.....؟'' ڈرتے ڈرتے پوچھا گیا۔

میں جب بھی فرصت ہوتی ہے تو زندگی گزارنا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

بہت مشکل ہو جاتے ہیں اس لیے میں مری چلا جاتا ہوں۔

''میری اپنی ایک دنیا ہے اُم ایمن۔'' اور وہ دنیا مجھے تب ہی اچھی لگتی ہے جب یہ دنیا اس میں شامل نہیں ہوتی۔'' وہ کھوئے کھوئے انداز سے بتا رہا تھا۔ اُم ایمن کو اشارہ مل گیا تھا۔ ''اچھا میں ڈنر تیار کر لوں۔'' وہ متانت سے کہہ کر کچن میں چلی گئی۔

اس کو پورا ایک ماہ ہو گیا تھا اس مسیحا جیسے شخص کے ساتھ رہتے رہتے اور حیرت کی انتہا تھی کہ اس نے ایک بار بھی اُم ایمن کے حسن کی طرف ایک نگاہ غلط بھی نہیں ڈالی تھی۔ جب کہ اس کا حق تھا اور اگر اس کی طرف مائل بھی ہوتا تو وہ کیا کر سکتی تھی جبکہ یہ زندگی اس کے توسط سے ملی تھی۔

آپ نے سب کو بتا دیا کہ میں آپ کی مسز ہوں آپ کے لیے کوئی مسئلہ نہ بن جائے۔'' اُم ایمن حیرت و تشویش سے رات کے کھانے پر اس کو کہہ رہی تھی۔

''میں نیکی کرتے وقت کسی سے ڈرتا نہیں ہوں۔'' وہ جتا رہا تھا۔ ''اچھا..... اللہ پاک ویسے آپ سے سچ میں بہت خوش ہوں گے بہت۔'' وہ ہمیشہ کی طرح دعا دینے لگی۔

ایک بات پوچھوں.....؟'' جی.....'' تم نے گھر سے بھاگ کر شادی کیوں کی تھی.....؟'' وہ نخوت سے پوچھ رہا تھا اُم ایمن کا سر ندامت سے جھکتا چلا گیا۔

''بتاؤ۔'' انداز سخت تھا۔ ''محبت سب کچھ کروا دیتی ہے۔'' نہایت ٹوٹے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا۔ اور ماں باپ کی عزت.....؟'' چبھتا ہوا سوال۔ ''بہت منایا تھا پیرنٹس کو بہت..... کاش!'' تڑپ بہت تھی۔ ''تمہیں معلوم ہے ان سب پر کیا گزر رہی ہوگی.....؟'' اندازہ تھا.....'' وہ اعتراف جرم کرنے لگی۔

''عبدالہادی اگر آپ کو کسی سے محبت ہوتی تو آپ کے لہجے میں میرے لیے کم از کم اتنی نفرت نہ ہوتی۔'' اُم ایمن منہ چھپا کر رونے لگی۔

''محبت.....'' وہ استہزائیہ ہنسا محبت ندامت اور رسوائی کا نام نہیں۔'' بے شک پھر..... تم..... جو کچھ بھی ہوا غلط ہوا سب سے بڑا تھپڑ میرے منہ پر میرے نصیب نے مارا مرتضیٰ خان سے شادی کرنے کے بعد میں خود کو اس دنیا کی شہزادی سمجھ رہی تھی۔ مجھے خود پر اتنا غرور ہونے لگا تھا کہ میں ہواؤں میں اڑتی تھی دن رات۔

ماضی کی بھول بھلیوں میں الجھنے لگی تھی۔ ''پتا ہے میرا فخر میرا غرور ایک سال بھی سلامت نہیں رہا میرے نصیب نے شادی کے دسویں ماہ ہی مرتضیٰ کو مجھ سے چھین لیا وہ بے آواز ہو رہی تھی۔''

مرتضیٰ نے مجھے اتنا پیار دیا کہ اب پیار کی حسرت ہی نہیں ہے اس دل میں..... میں پلٹ کر گھر والوں کی طرف نہیں گئی کیسے جاتی.....؟؟ وہ جیسے اپنے آپ سے سوال کر رہی تھی۔ ''وہ مجھے کبھی قبول نہ کرتے دوبارہ اور مجھ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ اپنی بے بسی اور بدقسمتی کی کہانی ہر کسی کو سنا کر اپنے گناہ معاف کرواتی۔

''مرتضیٰ کے ماں باپ بھی تو ظلم کر رہے تھے وہ کیوں سہتی رہی تم.....؟'' وہ آج سب کچھ پوچھ رہا تھا۔ ''وہ لوگ..... ظلم تو نہیں کر رہے تھے۔'' جواب پر وہ حیران رہ گیا جنہوں نے اپنی زندگی کا تمام سرمایہ ساری جمع پونجی لگا کر اپنے بیٹے کو کسی قابل بنایا ہو اس نے دن رات خواب دیکھے ہوں ایک انجان لڑکی کی نحوست کی وجہ سے وہ اس دنیا سے ہی چلا جائے تو ان لوگوں کی کیا حالت ہوگی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

بتائیے۔''

احساس کمتری یا یاست اور احساس محرومی اس کے اندر جیسے اس کی رگوں میں دوڑ رہی تھی۔ ''اُم ایمن۔'' عبدالہادی نے لمبی سانس خارج کی۔'' کس حال میں کس طرح زندگی گزاری ہے اس لڑکی ہے جو ایک معزز ترین امیر اور ایجوکیٹڈ فیملی کا حلہ ہے اور سب سے بڑھ کر درشہوار کی آئیڈیل ہے۔''

تم جاب کرو گی میرے آفس میں..... اس کے اندر کے خالی پن کو دور کرنے کے لیے اس کا دھیان بٹانا ضروری تھا۔

''واقعی۔'' وہ بہت خوش بھی ہوئی اور حیران بھی۔'' جی بالکل ضرور کروں گی۔'' وہ بے تحاشا خوش تھی کل میرے آفس چلنا ٹھیک ہے۔

''ہادی اس کو مزید خوش کر یک کھانے کی ٹیبل سے اٹھ چکا تھا۔

وہ عبدالہادی سے ایک بار بھی پوچھ نہیں پائی تھی کہ آخر اس کی زندگی میں کون ہے ایسا جو اس کو کسی طرف متوجہ ہونے ہی نہیں دیتا۔ اُم ایمن لاکھ حسین سہی پر شاید واقع کوئی ایسا ہے جو عبدالہادی کے لیے اس کی زندگی اور اس کی پوری دنیا ہے اور عبدالہادی تسبیح کے مقدس دانوں کی طرح اس شخص کی یادوں کی حفاظت کرتا تھا' عزت کرتا تھا' قدر کرتا تھا وہ رات کلو جب اپنے کمرے میں بند ہوتا تو اس کی جرأت نہیں ہوتی کے وہ دروازہ بجائے' ویک اینڈ پر مری جاتا تو اس کی ہمت نہ ہوتی کہ اس کو جانے سے روک لے۔

پورے آفس میں پورے محلے میں وہ عبدالہادی کی مسز کے طور پر جانی جانے لگی تھی۔ وہ اس کی پہنچان بن گیا تھا۔

صرف وہ جانتی تھی کہ عبدالہادی کو جس کی یادوں کے سہارے سانس آتی ہے وہ کوئی اور ہے اور وہ اس کا نام تک نہیں جانتی۔'' محبت تو مرتضیٰ کی امانت تھی۔ پر کچھ اور تھا دل میں جو اب عبدالہادی کے لیے پیدا ہو چکا تھا۔ اسے تجسس تھا کہ آخر کون ہے وہ خوش نصیب جو ہادی کی پسند ہے اور پھر سوچتی کہ آخر کون ہے وہ بدنصیب جسے ہادی نہیں ملا۔

اچانک موسم کے بدلاؤ کی وجہ سے وہ سخت بیمار پڑ گئی۔ ڈاکٹر نے پانی اور ہوا بدلنے کا کہا تو اس ویک اینڈ عبدالہادی اُس کو بھی اپنے ساتھ لے آیا۔ وہ اپنے بیمار ہونے پر خوش ہوگئی چلو اس بہانے عبدالہادی کا قرب تو نصیب ہوا۔

عبدالہادی اور اس میں اچھی دوستی قائم ہو چکی وقت بہت اچھا گزر جاتا ہے اس وقت بھی دونوں آتش دان میں آگ جلائے اپنے کالج لائف کے قصے ایک دوسرے کو سنا رہے تھے۔'' آپ کو پتا ہے میری ایک کزن ہے درشہوار.....'' وہ مجھے بہت بہت یاد آتی ہے سچ وہ بہت پیاری ہے پتا نہیں اب کیسی ہوگی وہ پورے چھ سال گزر گئے ہیں جب میں گھر سے آئی تھی اس وقت 14 سال کی تھی وہ۔

گھر کا ذکر آیا تو معاً درشہوار کا ذکر اُم ایمن کے ہونٹوں پر آ گیا۔

عبدالہادی نے چائے کا کپ نیچے کارپٹ پر رکھ دیا اور خود دیوار سے ٹیک لگائی۔ وہ دونوں آتش دان کے پاس نیچے کارپٹ پر ہی بیٹھے تھے۔'' پڑھتی تھی وہ'' جی اسکول میں 9th گریڈ کی اسٹوڈنٹ تھی۔ مجھے بچپن ہی سے اس سے بہت پیار ہے جیسے میری سگی بہن ہو۔

وہ پیار سے بتا رہی تھی۔'' اچھا گڈ نائٹ۔'' عبدالہادی کا دل بے تاب ہو رہا تھا۔ محرومی کا احساس آنکھوں میں اتر آیا تھا۔ وہ فوراً اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گیا اور دروازہ اندر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے بند کرلیا۔ اُم ایمن حیران رہ گئی تھی۔

تاحد نظر سبزہ ہی سبزہ اور دور تک پھیلی سنسان پتھریلی سڑک وہ ہوٹل کے ٹیرس پر اکیلی کھڑی تھی اور سورج کی پہلی کرن زمین پر پہنچتے ہی ٹیرس پر آ گئی تھی۔

اہل شہوار کو زبردستی یونیورسٹی ٹرپ کے ساتھ مری لائی تھی۔ اور دو دن سے وہ یہاں ہی رُکے ہوئے تھے۔ ہادی مجھے سبزہ بہت پسند ہے میرا دل چاہتا ہے کہ ہم مری میں رہتے ہوتے۔ وہ اکثر اپنی خواہش کا اظہار کرتی تھی آج بھی ایک وہی شخص یاد آ رہا تھا۔ جس سے دیوانوں کی طرح محبت کرنے لگی تھی۔

معاً جیسے دعائیں قبول ہوگئیں۔ امیدیں بر لے آئیں تھیں تمام خواب روشن ہو چکے تھے۔ امید کے سارے یقین چاند میں بدل چکے تھے۔ وہ حیرت و بے یقینی سے منہ کھولے نیچے سڑک پر دیکھ رہی تھی جہاں وہ عبدالہادی ہی تھا جو پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے آہستہ آہستہ آ رہا تھا۔

شہوار سانس لینا پلکیں جھپکانا بھول گئی تھی۔ عبدالہادی وہ زندگی سے بھرپور آواز میں چلائی تھی۔ اور مقابل نے فوراً نگاہیں اٹھا کر دیکھا تھا جیسے اسی کی پکار کی تلاش میں ہو۔ ''عبدالہادی..... وہ پاگلوں کی طرح پکارے جا رہی تھی۔ کتنے پیارے لگ رہے تھے اپنے نام کے حرف یہ خواب تھا کہ سچ وہ ساکت کھڑا تھا وہ تیز سے سیڑھیاں اتر کر وہ کے پاس آ چکی تھی۔

''عبدالہادی۔'' وہ بری طرح خوشی سے کانپ رہی تھی۔ ''آپ مجھے مل گئے آخر۔''

اس کی سانسیں بے ربط ہو رہی تھیں اور پھر بے تحاشا روتے ہوئے ایک بار پھر عبدالہادی کے سینے سے لگ گئی۔

آپ مجھے کیوں چھوڑ کر چلے گئے تھے عبدالہادی..... آپ کو بابا نے بھیجا تھا..... آپ کیوں گئے مجھے چھوڑ کر۔

''وہ ایک سانس میں ہزار شکوے ہزار سوال کر رہی تھی۔ عبدالہادی سینے میں جو طوفان اٹھا ہوا تھا جیسے وہ تھم گیا تھا زخمی وجود پر جیسے کسی نے مرہم رکھ دیا تھا۔ سانسیں سکون کی حالت میں تھیں وہ ایک بار پھر خوش نصیب ٹھہرا تھا۔

بتائیں نہ کیوں گئے تھے.....؟'' وہ پیچھے ہٹ کر خفگی سے پوچھ رہی تھی اترا چہرہ بجھی بجھی آنکھیں بکھرے بال کیا حال کر دیا عبدالہادی تم نے اس لڑکی کا عبدالہادی نے خود کو فوراً 'کوسا' پر جواب اس کو نہ دے سکا۔

عبدالہادی پتا ہے کچھ بھی نہیں بدلا کچھ بھی بابا مان گئے پھر اگھر مان گیا بابا نے مجھے کہا کہ جب عبدالہادی ملے گا اس سے میری شادی کر دیں گے۔ کچھ بھی نہیں بدلا عبدالہادی کچھ بھی نہیں علی نے خود انکار کر دیا دیکھیں میں آپ کی امانت ہوں۔

''وہ بے تابانہ انداز سے بتا رہی تھی آنکھوں میں بے تحاشا خوشی جھلک رہی تھی..... یہ کیا ہے.....؟'' اس کی بائیں کلائی پر گہرا نشان دیکھ کر عبدالہادی نے حیرت سے پوچھا۔ ''کچھ..... کچھ..... کچھ بھی نہیں۔'' وہ گڑبڑا گئی۔ ''آپ اب میرے ساتھ چلو گے نا۔'' وہ فوراً پر یقین لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

اُم ایمن۔'' ایک گرم گرم سیسہ پگھلا کر اس کے کانوں میں ڈالا گیا تھا۔ اندر تک جلن ہی جلن ہی..... زندگی ملتے ملتے پھر بہت دور چلی گئی تھی سانس لینے کے لیے آکسیجن کم بہت کم لگ رہی تھی۔'' بے بسی سے شہوار کو دیکھنے لگا۔'' بتائیں.....؟ شہوار کو ڈر لگنے لگا۔

''در شہوار.....'' وہ محبت سے لبریز لہجے میں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

بولا۔ ''جی بتائیں۔'' وہ آج بھی ضدی لا اُبالی اور جلد باز ہی تھی۔ ''میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا درشہوار.....'' وہ سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔

''کیوں.....'' کیوں کے میں شادی کر چکا ہوں۔'' بہت ہمتیں جمع کر کے عبدالہادی نے وہی کہا جو اس کو کہنا چاہیے تھا آخر وہ اُم ایمن کا کیا کرتا اگر شہوار کے ساتھ چلا جاتا تو۔

''کیا.....؟'' درشہوار جھٹکے سے کچھ دور ہٹی تھی چھن کر کے جیسے خوابوں کا پورا محل ٹوٹ کر گرنے لگا تھا۔ چاروں طرف زلزلہ کو آ چکا تھا۔ وہ بے یقین سی عبدالہادی کو دیکھ رہی تھی۔

ہاں درشہوار میں تمہاری زندگی سے جا چکا ہوں اور یہ ایک حقیقت ہے۔'' وہ ٹھہر ٹھہر کر بولا اور ٹھہرے پھر واپس اسی طرف مڑ گیا جہاں سے آیا تھا۔

کیوں وہ اتنی بدنصیب ہے کہ محبت بھری آنکھوں کے باوجود وہ عبدالہادی کے منہ سے ہمیشہ دھتکار کے لفظ ہی سنتی تھی۔

☆.....☆.....☆

پُراسراریت اُم ایمن کو بے چین کر رہی تھی کیا راز تھے آخر جو اتنے چھپائے جا رہے تھے ایسا بھی کیا تھا جو اتنا پوشیدہ تھا۔

عبدالہادی ہٹ سے باہر گیا تو اُم ایمن خود کو روک نہ پائی اور عبدالہادی کے بیڈ روم میں آ گئی دیوار پر جو الماری تھی اس کو لاک نہیں لگا ہوا تھا۔ اُم ایمن نے کھولی سامنے ہی سنہری رنگ کا بکس جگمگا رہا تھا ایمن نے دھڑکتے دل کے ساتھ باہر نکال کر بیڈ پر رکھ لیا دل عجیب طرح سے دھڑک رہا تھا جیسے وہ کوئی گناہ کر رہی ہو دھڑکتے دل کانپتے ہاتھوں کے ساتھ اس نے کھولا تو کانچ کی پنک چوڑیاں سفید موتیوں کے ٹاپس سفید نگ کی نفیس انگوٹھی تو یہ سب عبدالہادی کا سرمایہ تھا جس کو وہ سب سے چھپا چھپا کر سنبھال سنبھال کر رکھتا تھا۔

وہ کسی پاک چیز کی طرح ڈر ڈر کر ہر چیز کو ہاتھ لگا رہی تھی پر جان تو وہ اب تک نہ سکی تھی کہ آخر اس کا نام کیا ہے جو عبدالہادی کا سب کچھ تھی کچھ دیر بعد جب وہ گولڈن بکس الماری میں رکھ رہی تھی تو بری طرح چونک گئی۔ حیرت کی انتہا پر تھی اور بے یقینی سے آنکھیں پھاڑے الماری کے کونے میں رکھے ٹیڈی بیئر کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی یاداشت اتنی کمزور نہ تھی کہ وہ یہ ٹیڈی بھول جاتی سنہرے اور سفید رنگ کا بڑا سا ٹیڈی جو اس نے درشہوار کو گفٹ کیا تھا اور ٹیڈی کی خاص بات یہ تھی کہ اس کے سینے پر سرخ رنگ کا جو دل نا تھا اس کے اندر اُم ایمن نے خود وائٹ کلر سے ہیپی برتھ ڈے لکھا اور وہ اب تک جگمگا رہا تھا۔ بھیگی آنکھوں کے ساتھ اُسے اٹھا رہی تھی۔

درشہوار.....'' وہ پاگلوں کی طرح ٹیڈی چوم رہی تھی جیسے خود درشہوار ہو۔ ''میری پیاری درشہوار'' وہ بھول گئی تھی کہ وہ عبدالہادی کی وجہ سے اس روم میں آئی تھی اچانک اس کو جیسے سب کچھ یاد آ گیا وہ پھر بے یقینی کے عالم میں تھی۔

''کیا وہ لڑکی درشہوار ہے.....؟'' وہ دیواروں سے سوال کر رہی تھی اور پھر بے ترتیب دھڑکنوں کو لے کر وہاں سے چلی گئی جیسے اس کمرے میں آئی ہی نہیں۔

کیوں اتنی مشکل ہو گئی ہے زندگی کیوں ایسا لگتا ہے ایک ایک دن عذاب ہے وہ گھر پہنچتے ہی کمرے میں گھس گیا تھا اور تکیے میں منہ چھپا کر بے تحاشا رو رہا تھا کتنا بے بس تھا اگر وہ اُم ایمن کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو وہ شاید شہوار سے جھوٹ بول کر اس کے ساتھ چلا جاتا پر ''اُم ایمن'' اس کے ہوتے ہوئے وہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

درشہوار سے کیسے سب کچھ چھپاتا اس کو۔

دروازہ آہستگی سے کھٹکھایا گیا۔ وہ اپنا منہ رگڑنے لگا آجاؤ دروازہ کھول کر وہ پھر بیڈ پر ڈھے گیا۔ ''خیریت ہے..... آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے.....'' وہ پریشانی و فکر مندی سے پوچھ رہی تھی۔ ''تم میری فکر مت کرو خدا کے واسطے تمہارے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں جاؤ یہاں سے جان چھوڑو میری مجھے اکیلے رہنا ہے۔''

وہ پھٹ ہی پڑا تھا صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا بس چلتا تو کھا جاتا یہ وجود۔

اُم ایمن سہم کر دور ہٹ گئی تھی اور پھر غصیلی نگاہوں کی تاب نہ لاتے ہوئے فوراً اپنے کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔ عبدالہادی کا رویہ اُم ایمن کے ساتھ نہایت سخت اور سرد ہو چکا تھا اور چاہ کر بھی درشہوار کے حوالے سے کوئی سوال نہیں کر پا رہی تھی۔

اسی دن وہ اس کو واپس پنڈی لے آیا تھا

وہ ادھر ہی کھڑی تھی گھنٹہ دو گھنٹے اور پھر کتنی ہی دیر گزر گئی وہ ادھر ہی جمی کھڑی تھی امل کا گلا اس کو پکار پکار کر سوکھ گیا تھا پر وہ جواب نہیں دے رہی تھی بے حس و حرکت نگاہیں زمین پر گاڑے کھڑی تھی۔

درشہوار کی قوت گو پائی جیسے کھو چکی تھی امل آ کر زبردستی اس کو پکڑ کر اندر کمرے میں لے آئی تھی کیوں بارش بہت تیز بارش شروع ہو چکی تھی۔ ''امل وہ آیا تھا۔'' آ کر وہ چپ توڑ کر بے یقین لہجے میں کہہ رہی تھی۔

''امل مجھے یقین نہیں آ رہا..... وہ آیا اور چلا بھی گیا۔'' میں نے تو اتنی دعائیں مانگی تھیں..... ہر پل ہر لمحہ پکارا تھا اس کو..... کیا وہ بس اتنی سی دیر کے لیے آیا اور وہ بھی جسٹ یہ بتانے کے وہ.....'' وہ کسی خواب کی کیفیت میں رک رک کر بول رہی تھی اور پھر دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر بے تحاشا رونے لگی۔

''کیا عبدالہادی آیا تھا وہ ملا تمہیں.....؟'' امل کو اس پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ ''کیا کہہ رہی ہو تم سچ بتاؤ.....'' امل نے شہوار کے دونوں ہاتھ تھام لیے وہ شہوار کی بات پر یقین کرنے کو تیار نہ تھی۔

''امل کیا وہ مجھے واقعی پیار نہیں کرتا..... امل وہ نہیں کرتا مجھے پیار..... کیا میں نے یک طرفہ محبت کی.....؟ وہ بے یقینی کے عالم میں امل کی بات کا جواب دے رہی تھی۔

''اچھا بتاؤ مجھے پوری بات بتاؤ آخر ہوا کیا تھا؟'' امل نے اس کو پیار اور ترحم سے گلے لگایا اور وہ ایک بار پھر کھل کر رو دی۔ ''دیکھو شہوار! اس کا قصور نہیں ہے ذرا بھی نہیں ہے اس نے تمہیں کوئی آس نہیں دلائی تھی، وعدہ نہیں کیا تھا، وفا کے دعوے نہیں کیے تھے پھر تم اس کی محبت بھری نگاہوں سے اتنی امیدیں کیوں لگائیں اس کی پوری بات سن لینے کے بعد امل اسکو سمجھا رہی تھی۔ درشہوار نے کوئی جواب نہ دیا وہ لوگ واپس جانے کی تیاری کرنے لگیں تھیں۔

☆.....☆.....☆

خزاں آئی اور پھر جیسے جم کر ہی رہ گئی تھی۔ دنیا کی جیسے ہر شے یاسیت کی چادر اوڑھ گئی تھی۔

وہ مرے مرے قدموں سے ہاسٹل پہنچا تھا زندگی تو گزارنی ہی تھی چاہے سانس لینے میں کتنی ہی تکلیف کیوں نہ ہو اس نے ڈاکٹر سے پہلے خود کا چیک اپ کرایا پھر اُم ایمن کی رپوٹ جو کہ ڈاکٹر نے آج شا چار بجے اٹھانے کو کہا تھا اور پھر رپورٹ دیتے ہوئے ڈاکٹر نے جو اس کو کہا اور جو اس نے رپورٹ میں پڑھا وہ اس کے ہوش اڑا دنے کے لیے کافی تھا اس کا سر اس قدر زور سے چکرایا اس کو لگتا تھا کہ وہ زمین پر ہی گر جائے گا یہ کیسے کیسے امتحانات آ رہے ہیں زندگی میں وہ سر تھام کر کرسی پر بیٹھا تھا اور

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پھر تمام ہمتیں جمع کر کے بڑی مشکل سے اٹھا اور گھر جانے کے لیے گاڑی کی طرف گیا۔

کتنے ہی آنسو اس کی پلکوں کی باڑ توڑ کر اس کے دونوں گالوں پر گر رہے تھے۔ قصداً اس نے گاڑی روکی اور اُم ایمن کے لیے موتیے اور گلاب کے گجرے خریدے تھے ساتھ میں چاکلیٹس بھی لیں اور دوبارہ گاڑی اسٹارٹ کر دی۔''

☆.....☆.....☆

اب دل اور اس کی روز جنگ ہوتی تھی۔ مسز حماد اور امل نے اس کو سمجھایا بھی تھا کہ وہ کبھی اس کا نہیں تھا وہ اپنے کام کی غرض سے یہاں آیا اور کام ہوئے ہی چلا گیا یہ اس کی بے وقوفی ہے جو اس قدر شدید محبت اس سے کرنے لگ گئی تھی۔ کچھ کچھ وہ ان کی بات سمجھ گئی تھی۔ اپنے اندر کی شدت اور بھرپور سعی اور برداشت کے بعد کافی حد تک اس نے کم کر لیا تھا دل اپنی راہوں پر جانے کا بار بار کہتا وہ اپنے پاؤں خفگی ناراضگی غصے کی زنجیروں سے باندھ لیتی اور عبدالہادی کی طرف اس کی سوچوں کی طرف اٹھائے جانے والے قدم روک لیتی کوئی رات کوئی دن ایسا نہیں تھا جہاں عبدالہادی اس کی دنیا کا شہزادہ بن کر اس کے سامنے نہ آتا اور کہتا کہ بس تم اس کی امانت ہو۔

یہ ہی وجہ تھی کہ اس کو چوہدری حماد نے دو رشتوں میں سے ایک سلیکٹ کرنے کو کہا ایک اس کا اپنا ماموں کا بیٹا تھا اور ایک چوہدری فیملی سے ہی چوہدری حماد کے دوست کا بیٹا مسز حماد کی نظر میں اپنے بھائی کے گھر رشتہ کرنا زیادہ مناسب تھا۔ رشتے دونوں ہی اچھے تھے پر اس نے صاف انکار کر دیا۔ ''امل میں نے کافی حد تک خود کو نارمل کر لیا ہے پر اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم لوگ میری شادی کر دو گے۔''

وہ سخت لہجے میں کہہ رہی تھی۔ میں کوئی جاب کر لوں گی تم سب پر بوجھ نہیں بنوں گی پر شادی مجھے نہیں کرنی۔'' وہ امل کو جتاتے ہوئے دوٹوک کہہ رہی تھی۔ ''اُف.....!'' امل نے ٹھنڈی سانس خارج کی تھی۔ شہوار اپنی سرخ آنکھیں بے ساختہ رگڑنے لگی تھی۔ بار بار آنسو آئیں تو اب جلن رہنے لگی تھی۔

☆.....☆.....☆

اُم ایمن تم اپنا بالکل بھی خیال نہیں کرتیں۔ بہت پیار سے ایمن نے دونوں ہاتھ تھام کر عبدالہادی خفگی سے کہہ رہا تھا۔ ''اُم ایمن کا دل بہت زور سے دھڑکنے لگا پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ اُسے اتنے پیار سے عبدالہادی نے ایمن کے ہاتھ تھامے ہوں۔ پچھلے ایک ماہ سے وہ اُم ایمن کا کسی کانچ کی گڑیا کی طرح خیال کر رہا تھا اس کی طبیعت کا بدلاؤ ایمن خود بھی سمجھ نہیں پائی تھی۔ کیوں کیا اس بار بھی میری رپورٹس ٹھیک نہیں آئیں.....؟''

وہ ڈرتے ڈرتے پوچھ رہی تھی۔ ''نہیں یار رپورٹس تو ٹھیک ہیں پر شکل تو دیکھو اپنی اتنا خوبصورت چہرہ کسی بجھے ہوئے چراغ کی طرح لگتی ہو تم۔''

وہ اس کا جائزہ لے رہا تھا اس کی گہری نگاہوں سے وہ جھینپ کر رہ گئی۔

اچھا آج سے خیال رکھوں گی۔'' وہ فوراً مان گئی تھی۔ عبدالہادی نے پیار سے اس کے ماتھے پر آئے ہوئے بال ہٹائے تھے۔ آج اُم ایمن پر نجانے کیوں اتنا پیار آ رہا تھا، جیسے وہ کوئی پیاری سی گڑیا ہو۔'' اُم ایمن بے ساختگی کی اس حرکت پر پتھر ہی تو بن گئی تھی کیا عبدالہادی مجھے پیار تو نہیں کرنے لگے مگر دوسرے ہی لمحے وہ وہ خود کو جھٹلا رہی تھی۔

رات کا کھانا وہ دونوں باہر ہوٹل میں کھا رہے تھے۔ وہ بھی اُم ایمن کی پسند کا ایمن کو اس ایک مہینے میں ایسا فیل ہوتا تھا جیسے مرتضیٰ سے زیادہ عبدالہادی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس کا خیال رکھ رہا ہے۔ ''آپ کو کسی سے محبت ہے۔''

''وہ ہادی کا اچھا موڈ دکھ کر دل میں کب سے چھپے سوال پوچھ ہی بیٹھی۔ ''ہاں ہے۔' ایمن کا دل دھڑکنے لگا۔ ''پوچھ سکتی ہوں کس سے.....؟'' اُم ایمن بس اتنا سمجھ لو کہ اس کی محبت نے ہی مجھے زندہ رکھا ہوا ہے اگر اس کی محبت بھی میری زندگی میں نہ آئی ہوتی تو کب کا عبدالہادی کھوکھلے وجود کے ساتھ مر چکا ہوتا۔ میں سانس بعد میں لیتا ہوں پہلے اس کو یاد کرتا ہوں۔

''لیکن میں ..... وہ جذباتیت میں کہتا کہتا رک گیا۔ ''کیا آپ وہ ہمہ تن گوش تھی۔ ''میں بہت برا ہوں بہت..... اس دنیا کا سب سے بے وفا..... سب سے بدنصیب' سب سے زیادہ ظالم.....'' وہ اعتراف کر رہا تھا اپنے دونوں ہاتھ سختی سے میز پر جما کر آنسو پلکوں سے نیچے آئے تو اس نے سر بھی جھکا دیا۔

''پلیز سوری عبدالہادی.....'' وہ رو رہا تھا ایمن کا دل کٹنے لگا۔

ایمن محبت بہت بری چیز ہے یہ تو تم بھی جانتی ہو نا.....؟'' جی بہت اچھی طرح جانتی ہوں۔'' ایمن نے گہرے لہجے میں کہا۔ ''کیا اس لڑکی کا نام درشہوار ہے.....'' دھک دھک دل کے ساتھ وہ پوچھ رہی تھی۔

''نہیں.....نہیں.....تو۔'' نگاہیں چراتا ہوا وہ جھوٹ بول رہا تھا پر اُم ایمن سمجھ چکی تھی۔

☆.....☆.....☆

ڈاکٹر نے عبدالہادی کو پھر ایک مشکل میں ڈال دیا تھا ان کا کہنا تھا کہ اُم ایمن کو برین ٹیومر ہے اور وہ اس تیزی سے پھیل چکا ہے کہ اُم ایمن کے پاس صرف چند ماہ ہی باقی ہیں یہ خبر سننے کے بعد اس کو واقعی میں دکھ اور صدمہ ہوا تھا اُم ایمن کے پاس گھر آتے ہوئے پتا وہ کتنی بار اپنی گیلی آنکھیں صاف کر چکا تھا۔

گھر جا کر بہت محبت سے بولا۔

''ایمن ایک بات پوچھوں.....؟'' وہ کچن میں چائے بنا رہی تھی جی پوچھیں۔'' اپنے گھر والوں سے ملنے کو دل کرتا ہے تمہارا.....؟''

اُم ایمن نے ہاتھ میں پکڑا کپ بہ مشکل شیلف کر رکھا۔ اس کا وجود کپکپا رہا تھا۔ ''کیا ہوا.....؟'' کچھ نہیں..... نہیں کرتا۔'' وہ نگاہیں چراتے ہوئے بولی۔

''I am your Friend tell me'' ۔''بہت کرتا ہے۔'' وہ مدھم سا بولی۔ ''واقعی.....؟'' جی وہ بے ساختہ رونے لگی تھی۔ ''ارے یار میرا وعدہ ہے تم سے کل تمہیں تمہارے گھر لے کر جاؤں گا سب سے ملواؤں گا۔'' وہ یقین سے کہہ رہا تھا۔

''کیا.....؟؟'' وہ مجسمہ حیرت تھی۔ ''ہاں وعدہ ہے میرا اور عبدالہادی کم از کم وعدہ نہیں توڑتا۔'' وہ شوخ لہجے میں بتا رہا تھا ایمن خوشی سے پاگل ہونے کو تھی۔

☆.....☆.....☆

اگلی صبح وہ دونوں چوہدری ہاؤس کی طرف رواں دواں تھے۔ دل دونوں کے ہی بہت تیزی سے ہی دھڑک رہے تھے اسی لیے دونوں ہی بالکل چپ تھے۔ گاڑی میں بلا کا سکوت طاری تھا۔ ''درشہوار کو یقیناً بہت بہت غلط مطلب نکالے گی وہ کیا سمجھے گی.....؟'' سوال دونوں کے ذہنوں میں ایک ہی اٹھ رہا تھا۔ ''میں کیسے سمجھاؤں گا اس کو۔ عبدالہادی کی جان نکل رہی تھی۔

طویل سفر کے بعد وہ دونوں چوہدری ہاؤس کے سامنے ہی موجود تھے۔ عبدالہادی نے گاڑی باہر ہی روک دی اور اتر کر ایمن کو بھی اترنے کو کہا۔ پورے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

ساڑھے چھ سال بعد وہ اپنے گھر کا گیٹ دیکھ رہی تھی اپنے پیاروں کا گھر وہ دروازہ چوم رہی تھی۔ آنسو ایسے بہہ رہے تھے جیسے آج ہی آنکھوں میں آئے ہیں۔ عبدالہادی اس کا ہاتھ تھام کر اندر لے آیا وہ بری طرح ڈر رہی تھی۔ جیسے سب اُس کو مار ڈالیں گے سب سنگسار کر دیں گے۔ ''نہیں مجھے نہیں جانا.....'' وہ کانپتی ہوئی پیچھے ہٹ گئی سامنے ہی کوریڈور تھا۔ اُم ایمن ہمت کرو۔ وہ اس کا حوصلہ بنا تھا۔ ''میں ہوں نا پیار سے تھپکی دی۔

اُم ایمن اس کے پیچھے چل کر لیونگ روم میں پہنچی تو چھ فٹ کے عبدالہادی کے پیچھے چھپی کسی کو ٹھیک سے نظر نہیں آئی۔ عبدالہادی دو تین ملی جلی آوازیں ابھریں تھیں۔ اور سب ہی اٹھ کر حیرت سے کھڑے ہو گئے تھے۔

اہل نے تیزی سے درشہوار کے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔ عبدالہادی سے متانت سے سلام۔ جس کا جواب حیرت سے ہی ملا اہل اس کو کچھ بتائے بغیر کھینچ کر لیونگ روم میں لے آئی تھی۔ وہ مجسمہ بنی پھٹی پھٹی آنکھوں سے عبدالہادی کو دیکھ رہی تھی۔ یہ تو عبدالہادی ہے وہی عبدالہادی جس کو وہ بے تحاشا پیار کرتی تھی۔ آج وہ پھر اس کے سامنے تھے۔ پر کوئی اور بھی تو تھا لائٹ پرپل کلر کے لباس میں ملبوس ہادی کی اوٹ میں اس کی جانب ہادی کے سامنے سے ہٹتے ہی اُم ایمن سب کو صاف صاف نظر آ رہی تھی ہر شخص ششدر تھا کنگ تھا۔

مسز جواد نے بے ساختہ جذباتی ہوتے ہوئے اُم ایمن کو گلے سے لگا لیا۔ ''میری بچی میری اُم ایمن.....!'' وہ شدت جذبات سے اس کو چوم رہی تھیں۔ جیسے برسوں کی تڑپتی ممتا کو قرار مل گیا ہو اور پھر سب ہی اُم ایمن سے مل رہے تھے۔

عبدالہادی کی نگاہیں عشق میں اپنی ذات کو فنا کر دینے والی درشہوار کے اوپر ہی تھیں۔ وہ اُم ایمن سے بہت پیار سے مل رہی تھی۔ سالوں کی جدائی ختم ہو تو انسان کے چہرے پر کتنی پیاری خوشی آتی ہے وہ آج دیکھ سکتا تھا اس وقت گھر میں صرف خواتین تھیں اور سب کی سب ہی مسرور تھیں۔ حتیٰ کے درشہوار بھی روتی ہوئی اُم ایمن کو چپ کروا رہی تھی۔

اس وقت گھر میں سناٹا چھا گیا جب لنچ ٹائم پر چوہدری حماد اور اُم ایمن کے والد چوہدری جواد آ گئے وہ سب اسی طرح لیونگ روم میں ہی موجود تھے عبدالہادی سے ابھی تک کوئی سوال نہیں کیا گیا تھا۔ چوہدری حماد اور چوہدری جواد دونوں پتھر کے ہی بن گئے حیرت سے عبدالہادی اور اُم ایمن کو دیکھتے ہوئے کھڑے کہ کھڑے رہ گئے۔

اُم ایمن ڈرتے ڈرتے اٹھی اور چوہدری حماد کے پاس آئی اور ان کے قدموں میں بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ مسز جواد منہ چھپا کر رو رہی تھیں۔ اگلے ہی پل انہوں نے اُم ایمن کو بازوؤں سے اٹھا کر گلے سے لگا لیا۔ معاف تو وہ اس کو اسی دن کر چکے تھے جس دن درشہوار کو نئی زندگی ملی تھی۔ چوہدری جواد نے اپنی پیاری سی بیٹی کو کتنے سالوں بعد دیکھا تھا۔ کتنی کمزور ناتواں لگ رہی تھی۔ جیسے وہ برسوں کی بیمار ہو۔ سب سے معافی مانگ رہی تھی اور رو رہی تھی گڑگڑا رہی تھی اس کی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں میں پچھتاوا اعتراف سب شامل تھا۔

بے تحاشا جذباتی ماحول کے بعد کمرے میں اس وقت صرف سناٹا تھا مسز جواد بیٹی کو اپنے ساتھ کمرے میں لے جا چکی تھیں کمرے میں صرف گھر کے مرد تھے وہ کمرے کے دروازے میں قریباً چھپ کر کھڑی تھی اور سامنے صوفے پر بیٹھے عبدالہادی کو دیکھ رہی تھی۔ اس کا کچھ بھی نہیں بدلا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

تھا بس ''آنکھیں'' یہ بتا رہی تھیں کہ وہ کتنے کرب میں رہا ہے کتنا درد سہا ہے اس نے وہ یک ٹک اس کو دیکھے جا رہی تھی معاً چونک اٹھی۔

''تم سے اُم ایمن کا نکاح کب اور کہاں ہوا.....؟'' شاید وہ اپنی اور اُم ایمن کی ہی کہانی سنا رہا تھا ان سب کو پر یہ کیسے الفاظ تھے جو اس کی سماعتوں پر دھماکے کرتے چلے گئے وہ لڑکھڑاتی گئی بمشکل دروازہ سنبھالا حیرت اور صرف حیرت سے وہ عبدالہادی کے جواب کی منتظر تھی۔

میرا نکاح اُم ایمن سے تقریباً سات آٹھ ماہ پہلے ہوا ہے۔'' سارے خواب ساری خواہشیں ساری خوشیاں ٹوٹ پھوٹ ہو گئیں کچھ دیر بعد ہی از سر بنا محل ایک بار پھر ٹوٹ پھوٹ رہا تھا۔ شیشے کے نوکیلے ٹکڑے اس کے پورے وجود کے اندر پیوست ہو رہے تھے۔ دل کٹ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے گرم پانی بہنے لگا وہ آگے کچھ بھی نہ سن سکی تیزی سے بھاگی اور اپنے کمرے میں گھس کر دروازہ لاک کر دیا۔

☆.....☆.....☆

عبدالہادی اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا ایک زندگی سے بہت بہت دور جاتے ہوئے شخص کو زندگی دینا ہی تو اس کا مقصد تھا اور وہ اس میں کامیاب ہو چکا تھا یہ کامیابی ہی تو تھی کہ اپنے والدین کی شفقت و محبت سے محروم اُم ایمن کو ایک بار پھر والدین کی محبت و شفقت میسر ہو گئی تھی اور یہ سب کچھ عبدالہادی کی وجہ سے ہوا تھا۔ پھر اس نے اپنے بارے میں بھی تو کچھ نہ سوچا تھا اور نہ ہی درشہوار کے بارے میں۔

جب سے وہ آیا تھا شہوار اپنے کمرے میں بند تھی کمرے سے باہر بھی آئی تو ایک بار بھی اس کے سامنے نہیں آئی تھی اُم ایمن سے بھی ٹھیک طرح سے بات نہیں کر رہی تھی وہ خود حیران تھی کہ اُم ایمن جا کو وہ اپنا آئیڈیل کہتی تھی۔ اُس سے اس قدر شدید جلن کیسے محسوس کر رہی تھی اور عبدالہادی سے تو جیسے نفرت ہو گئی تھی۔ وہ شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

لیکن اس دن جب مسز حماد نے روتے ہوئے اسے بتایا کہ اُم ایمن کو برین ٹیومر ہے اور اس کے پاس وقت بہت ہی کم ہے تو اس کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی وہ بے ساختہ سن کر رونے لگی۔''

امی کیا کہہ رہی ہیں.....؟''

''یہ سچ ہے۔'' مسز حماد بے حد دکھ سے بولیں۔ اوہ اسی لیے سب نے فوراً معاف کر دیا۔ وہ بہت دور سے بول رہی تھی۔ شاید..... گہرا دکھ وہ دونوں ایمن کے ہی پاس آ گئیں۔

ایمن کو ابھی تک اپنی بیماری کا علم نہیں تھا۔''

آپی آپ یہاں آ کر خوش ہیں نا۔'' وہ اس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر بیٹھ گئی۔ '.....درشہوار..... میری جان میری گڑیا کیسی ہو تم؟'' ایمن نے اس کا ماتھا چوم لیا۔

''ٹھیک وہ گلے لگ گئی کیوں ہوتا ہے ایسا کہ اتنے پیارے لوگ چلے جاتے ہیں بہت بہت دور..... یہ کیسی زندگی ہے کیوں ختم ہو جاتی ہے.....؟''

''وہ گلے لگ کر رو بھی رہی تھی اور سوچ بھی رہی تھی۔'' کیا ہوا درشہوار؟'' ایمن کو محسوس ہوا تو فوراً گلے سے ہٹا کر بولی۔'' کچھ..... کچھ..... نہیں آپی بس سوچ رہی تھی کہ اتنے دن آپ دور رہیں.....'' وہ متانت سے بات بدل گئی۔''

'' شہوار.....! کمرہ خالی ہوا تو ایمن نے پکارا۔'' جی.....'' یہ تم نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے کیا ہوا ہے تمہیں.....؟'' وہ پیار سے پوچھ رہی تھی۔'' محبت '' بے ساختہ درشہوار کے لب ہلے۔'' کیا.....؟ سچ.....

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

؟'' اُم ایمن نے تصدیق چاہی' ..... نن ..... نہیں ..... ہاہاہا ..... '' وہ گڑبڑا کر مصنوعی ہنسی ہنس دی۔ ''آپی میرا نصیب اچھا نہیں ہے وہ زخمی لہجے میں کہہ رہی تھی۔ ''خبر دار آئندہ ایسا مت کہنا۔

بتاؤ مجھے وہ کون ہے تنبیہی کرتے ہوئے ایمن پوچھ رہی تھی بلکہ اپنا شک یقین میں بدل رہی تھی۔ ''آپی ..... '' جی وہ شہوار سے قابو ہو کر گلے لگ گئی آپی وہ بہت برا ہے میں اس سے محبت نہیں کرتی۔

''کتنا ٹوٹا ہوا انداز لہجہ جیسے تھکاوٹ اور دوراب حد پار کر گیا ہو۔ ''کس سے عبدالہادی سے۔''

ایمن نے اس کے بال سہلاتے ہوئے پیار سے پوچھا۔ ''جی ..... '' وہ پیچھے ہٹی اور سنجیدگی سے کہہ کر کمرے میں چلی گئی۔

اُم ایمن کا دماغ گھوم رہا تھا پچھلے چار مہینے سے اس کے سر میں شدید درد رہتا تھا کبھی کبھی تو دل چاہتا تھا کہ دیوار سے ٹکریں مارے اور اپنا اور یہ درد دونوں ہی ختم کر دے۔ اور یہی کنڈیشن آج اس وقت ہو رہی تھی۔

☆.....☆.....☆

امل میں یہ سب کیا سن رہی ہوں .....؟'' وہ دندناتی ہوئی کچن میں آ کر چلائی تھی۔ امل پاستا بنا رہی تھی مسکرا کر بولی۔ ''جو تم سالوں سے چاہتی تھی وہی سن رہی ہو۔'' میں اب ایسا کچھ بھی نہیں چاہتی کچھ بھی'' مائی ڈیئر کزن یہ سب تو قسمت کے کھیل ہیں جب انسان جیتنا چاہے تو ہار مل جائے اور جب ہارنا چاہے تو جیت مل جائے۔ جو منشا الٰہی۔

امل پاستا باؤل میں نکال رہی تھی۔ ''پر اب ایسا نہیں ہوگا کیونکہ میں اب وہ درشہوار نہیں رہی۔'' وہ قطعی انداز سے کہہ کر کچن سے نکل گئی۔ آج وہ پورے دن گزرنے کے بعد گیسٹ ہاؤس آ رہی تھی۔ جہاں عبدالہادی قیام پذیر تھا وہ نہایت غصے اور طیش میں اس کے کمرے میں آئی تھی وہ بیڈ پر اداس لیٹا تھا مجھے آپ سے بات کرنی ہے انداز بہت سخت اور سپاٹ تھا۔

وہ حیرت سے دیکھتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ ''جی شہوار بولو۔

وہ حسب عادت محبت سے بولا۔ ''یہ کیا ڈرامہ ہے ..... آپ کی نظر میں' میں کھلونا ہوں ہاں!'' وہ درشتی سے دریافت کر رہی تھی۔ ''کیا میں سمجھا نہیں .....'' وہ لاعلمی سے بولا۔ ''مسٹر عبدالہادی میں آپ سے کسی بھی صورت نکاح کرنے پر راضی نہیں ہوں ..... کیوں کہ میں نے اتنے بے حس ضدی اور پتھر جیسے انسان کے ساتھ کسی صورت پوری زندگی نہیں گزارنا چاہوں گی۔

آج وہ جیسے سب گلے شکوے نفرت بھرے انداز میں کرنے کا ارادہ کر کے آئی تھی۔ عبدالہادی نے تڑپ کر اس کی حقارت بھری نگاہوں میں دیکھا تھا۔ ''کیا سمجھتے ہو آپ ہاں جب چاہو گے درشہوار کو چھوڑ کر چلے جاؤ گے جب چاہو گے حاصل کر لو گے .....؟'' وہ جیسے عبدالہادی کو کوڑوں سے مار رہی تھی وہ گونگا بن گیا تھا جیسے'' ایک بات اور مسٹر عبدالہادی۔ ''آئی ڈونٹ نو اُم ایمن آپی سے آپ نے شادی اپنی حسن پرستی کی وجہ سے کی ہمدردی کے تحت کی یا وقت گزاری کے لیے پر میں بتا رہی ہوں آپ کو۔'' وہ انگلی اٹھا کر جیسے وارننگ دے رہی تھی۔ ''ان کو اگر طلاق دی تو اچھا نہیں ہوگا۔

وہ آخری جملہ مکمل کر کے رکی نہیں تھی عبدالہادی سلگتے کوئلوں پر ننگے پاؤں چل رہا تھا کیسے الفاظ تھے یہ کیسی باتیں تھیں اس کا وجود تار تار کر گئے تھے وہ سسک سسک کر رونے لگا۔

☆.....☆.....☆

''شہوار بیٹا کب تک زندگی کو اپنے مطابق

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جینے کی خواہش میں اداس رکھو گی۔ کب تک دکھوں کو گلے کا ہار بناؤ گی کب تک.....؟''

اس وقت اس کے کمرے میں اس کے والدین کے علاوہ چوہدری جواد بھی تھے اور اس وقت وہ ہی اس سے مخاطب بھی تھے ''چھوٹے بابا تھک گئی ہوں زندگی سے۔'' وہ بے بس ہو چکی تھی۔ ''تو پھر کچھ خدا کی مرضی بھی قبول کر لو شہوار.....!'' چوہدری حماد پیار سے بولے وہ نظریں جھکا گئی۔ اس جمعے کو ہم تمہارا نکاح کرنا چاہتے ہیں اور یہ اُم ایمن کی شدید خواہش ہے بیٹا کیا اس کی بات بھی نہیں مانو گی.....'' مسز حماد کی نگاہیں بھر آئیں۔ ''پر یہ آپی پر ظلم ہوگا.....؟'' وہ ماننے کو تیار نہ تھی۔ اس کے نصیب میں جو کچھ تھا وہی ملا اس کو عبدالہادی تمہارا نصیب ہے شہوار۔'' چوہدری حماد نے قائل کیا۔

اوکے میں آپی سے خود بات کرنا چاہتی ہوں۔'' وہ اٹھ کر ایمن کے پاس آ گئی۔ ''آپی! یہ کیا ہے کیوں کر رہی ہیں آپ ایسے.....؟'' وہ ایمن کے سامنے بیٹھ گئی تھی ایمن کی حالت بہت بہت ڈاؤن لگ رہی تھی۔ ''درشہوار مجھے زندگی میں ایک کام تو ایسا کرنے دو جو مجھے بہت بہت سکون دے سکے میں ہاتھ جوڑتی ہوں۔'' روتے روتے ہاتھ جوڑے تو شہوار تڑپ کر لپٹ گئی۔

شہوار مجھے پتا ہے میرے پاس زندگی باقی نہیں رہی مجھ سے سب چھپاتے پر مجھے ہر بات پتا ہے .....اُم ایمن تڑپ تڑپ کر کرب بھرے انداز سے بولے جا رہی تھی اور شہوار کے اندر اتنا حوصلہ نہ تھا کہ اس کو دیکھ بھی سکے۔

جمعے کے دن عبدالہادی اور درشہوار کا نکاح ہوا تھا گھر میں چھوٹی سی تقریب رکھی گئی تھی عبدالہادی کی اکلوتی خالہ USA سے فوراً پہنچ گئی تھیں اور بہت خوش تھیں۔ وہ پنک کلر کے لہنگے میں ملبوس تھی جبکہ عبدالہادی بلیک سوٹ میں ملبوس تھا۔ ایسا ہی ہوتا ہے انسان بھاگا بھاگا پھرے اپنا آپ برپا کر دے' دنیا کے پیر پڑ جائے پر جو چیز اللہ پاک نے جس وقت دینی ہوتی ہے اسی وقت ملتی ہے۔

ہادی نے سوچا بھی نہیں تھا کہ درشہوار مل جائے گی اور وہ بھی اس طرح وہ پلکیں جھکائے بیٹھی درشہوار کو محویت سے دیکھ رہا تھا۔ صد شکر انے اللہ پاک تیرا جتنا شکر ادا کروں کم ہے وہ دل ہی دل میں بے تحاشا شکرانہ ادا کر رہا تھا۔

☆.....☆.....☆

دکھ اور سکھ کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور چوہدری ہاؤس میں یہ بات بالکل سچ ثابت ہوئی تھی نکاح کی رات ہی ایمن کی طبیعت بہت زیادہ بگڑ گئی ہاسپٹل لے جایا گیا اور اگلے ہی دن وہ خالق حقیقی سے جا ملی جیسے قیامت صغریٰ ٹوٹ پڑی تھی ہر آنکھ اشکبار تھی ہر ذی روح شدید صدمے کی حالت میں تھا۔ نکاح کے بعد عبدالہادی پنڈی جا چکا تھا خبر سن کر وہ فوراً پہنچا تھا۔ اللہ پاک کے ہاتھ میں ہے سب کب کس کو بلا لے یہی زندگی کی حقیقت ہے انسان خود کو سونے کا بھی بنا لے تو موت ایک منٹ میں مٹی کے ڈھیر میں بدل دیتی ہے۔ ہر طرف سوگ تھا ایک ایسی لڑکی جو شاید اپنے تمام گناہوں کی سزا دنیا میں ہی کاٹ گئی تھی۔

دو ماہ گزر چکے تھے چوہدری جواد نے خود چوہدری حماد کو کہا تھا کہ درشہوار کی رخصتی کر دیں اس کی خوشیوں کو ہم ترس گئے ہیں دھوم دھام سے شادی کریں درشہوار کے والدین کچھ جھجک محسوس کر رہے تھے پر سب نے ہی کہہ دیا تھا کہ شہوار نے جس قدر درد سہا ہے اس کو مکمل تیاری کے ساتھ رخصت کریں گے اور وہی ہوا اگلے ماہ اس کی رخصتی طے پائی۔

شادی کی ایک ایک چیز نہایت قیمتی اور سب کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پسند سے خریدی جا رہی تھی۔ درشہوار چپ تھی وہ تیاریوں میں زیادہ تنقید یا پسندیدگی کا اظہار کم ہی کرتی تھی اور پھر وہ دن بھی آ گیا ریڈ کلر کی کرتی کے نیچے گرین لہنگا اور بلیو دوپٹہ اوڑھے وہ مہندی کے لیے تیار کھڑی تھی۔ پھولوں کی مکمل جیولری پہنے وہ کسی دوسرے دیس کی شہزادی لگ رہی تھی۔ ماشاء اللہ ماشاء اللہ ہر طرف یہی بازگشت تھی رسم جاری تھی کہ معاً دھماکے ہوئے تھے سب چونک گئے تھے۔ سفید کرتا شلوار پہنے وہ کسی دیس کا شہزادہ لگ رہا تھا۔ خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی پر اس نے ایک نگاہ بھی شہوار پر نہیں ڈالی۔ اسٹیج پر شہوار کے پاس بیٹھا تو شہوار کا دل بری طرح دھڑکنے لگا وہ بے انتہا شرما رہی تھی۔ معاً سب سے چھپا کر عبدالہادی نے بڑی سی چاکلیٹ اور سرخ گلاب اس کی گود میں رکھ دیا تھا وہ حیران رہ گئی۔

''مجھے نہیں چاہیے کچھ.....!'' وہ خفگی سے بولی۔ ''تو واپس کر دو۔'' وہ شوخ ہوا۔ ''اٹھا لیں۔'' وہ بہت خفا تھی۔ ''خود اٹھا کے دو نہ۔'' وہ شوخ ہوا آ کر وہ نظریں جھکا گئی۔

دلہن بنی وہ کوئی اسپرا کوئی ملکہ حسن سے کم نہیں لگ رہی تھی۔ فیروزی لہنگا گولڈن کام کے ساتھ اس پر خوب جچا تھا پر جب عبدالہادی اسٹیج پر آ کر بیٹھا تو یہ کہنا مشکل ہو گیا کہ دلہن زیادہ پیاری ہے یا دولہا آج اس کو سب مل گیا تھا سب جس کے لیے وہ پاگل تھی۔ اپنی زندگی کا سب سے قیمتی سرمایہ پر ایک جملے سے تمام شکایتیں دور نہیں ہوئی تھیں۔

وہ بیڈ پر بیٹھی گلاب کی پتیوں کو ہاتھ سے مسل رہی تھی کتنا مشکل تھا یہ وقت کیسے سنبھالوں خود کو وہ بار بار اپنا چہرہ صاف کر رہی تھی۔ السلام وعلیکم!'' وہ آ چکا تھا سامنے بیٹھ چکا تھا مخاطب ہو چکا تھا شہوار نے نگاہیں بیڈ پر جما دیں عبدالہادی بہت پیار سے اس کا چہرہ ہاتھ سے اوپر کیا تھا عبدالہادی کی نگاہوں سے محبت ہی محبت ٹپک رہی تھی۔ ''شہوار میں تمہارا گنہگار ہوں چاہے جو بھی سزا دے دو لیکن یہ یاد رکھو میں محبت تم سے بے حساب کرتا ہوں میں تمہارے عشق میں پاگل ہوں وہ جذبات سے بھرپور لہجے میں بتا رہا تھا۔

شاید اُم ایمن میری زندگی میں آئی ہی اس لیے تھی تاکہ مجھے تم سے پھر ملوا سکے۔ درشہوار میں آج اعتراف کرتا ہوں میں تم سے شدید' پاک' لازوال محبت کرتا ہوں۔'' وہ اس کے ہاتھ تھام کر وہ جوشیلے انداز سے بولا وہ ترس چکی تھی اس کی روح اس کی سماعتیں اس کا وجود کتنا پیاسا محروم تھا۔ وہ بے یقینی سے اتنے پیارے جملے سنتی رہی۔ ''یہ تمہاری منہ دکھائی۔'' ایک سنہری بکس ہادی نے اس کی گود میں رکھا۔ درشہوار نے کھولا اور حیرت سے بول اٹھی۔

''یہ کیا عبدالہادی یہ سب تو.....'' جی یہ چوڑیاں' یہ بندے' یہ رنگ سب تمہارا ہے۔'' جو میرے پاس میرا سرمایہ تھا تمہارا اس ملتا تھا ان سے تمہاری خوشبو تمہاری ہنسی صورت سب.....'' وہ بتائے جا رہا تھا آپ بھی مجھے اتنی ہی محبت کرتے ہیں جتنی کہ میں آپ سے۔'' میں کتنی خوش نصیب ہوں ہادی وہ بے ساختہ اس کے کاندھے سے لگ گئی تھی۔ اللہ پاک کی رضا جب تھی ہم جب ملے مگر ہم راستے سے بھٹک جاتے محبت میں ملاوٹ کر دیتے تو ہم کبھی بھی نہ ملتے یہ سچ ہے عبدالہادی۔'' وہ خوشی سے مسرور تھی آج جیسے شکر ادا کرنے کے لیے لفظ ہی نہیں مل رہے تھے۔ ''ہاں درشہوار محبت میں ملاوٹ کر لینے والے کبھی سرخرو نہیں ہوتے چاہے کچھ بھی کر لیں ہماری ہر صبح روشن ہے کیونکہ ہم اپنے حصے کا اندھیرا پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ باہر چاندنی مسکرا رہی تھی اور اندر وہ دونوں۔

☆☆.....☆☆

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY